بکرمہٖ تعالیٰ

کتاب مناقب و حالات حضرت امام علیؑ بن موسیٰ

الرضاؑ

مولفہ

اعلیٰ جناب معلی القاب خان بہادر مولوی شیخ احمد حسین صاحب ادام اللہ اقبالہم

رئیس پریانوان ضلع پرتابگڈھ ملک اودھ

باہتمام سید باقر حسین منیجر

مطبع گلشن احمدی پرتابگڈھ مین طبع ہوئی

۱۹
۱-۳-۱۹۰۲

سنہ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ الملک الحق المبین۔ ونصلی علی رسولہ محمد و آلہ الطاہرین

الحمد للہ کہ "بسلسلۂ مناقب دوازدہ امام علیہم السّلام" رسالہ ہذا امام ہشتم حضرت علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا کے فضائل و ذکر خیر مین مرتب ہوکر نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔

اگرچہ عام مقاصد کے رو سے یہ عجالۂ نافعہ محض بمدِّ مناقب تالیف کیا گیا ہے لیکن خاص مطالب کے اعتبار سے اسکی تقسیم دو حصون مین ہوئی ہے۔

گو یقین ہے کہ ارباب دانش و بینش بالعموم کتاب کے دونون حصّے آنکھون سے لگائین گے۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ بالخصوص دوسرا حصہ حرف بحرف غور سے ملاحظہ فرمائین گے۔

الملتمس مولف۔

الرّضا

(حصہ اول)

امام رضا علیہ السّلام کے مناقب اور فضائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلام[1] علی آلِ طٰہٰ ویٰسین	سلام علی آلِ خیر النبیین
سلام علی روضۃ حل فیہا	امام یباہی بہ الملک والدین
امامِ بحق شاہِ مطلق کہ آمد	حریم درش قبلہ گاہِ سلاطین
شہِ کاخِ عرفان گلِ شاخِ ایمان	درِ درجِ امکان مہِ برجِ تمکین
علی بن موسی الرضا کز خدایش	رضا شد لقب چون رضا گشت آئین
پئی عطر روبند حوران جنّت	غبارِ دیارش زگیسوی مشکین

ھو[2] النور اللاہوتی والانسان الجبروتی والاصل الملکوتی والعالم الناسوتی مصداق العلم المطلق وشاہد العین المحقق۔ روح الارواح وحیات الاشباح۔ ہندسۃ الحساب الموجود السیّار فی منشآت الوجود۔ کہف النفوس القدسیہ وغوث الاقطاب

[1] کلّیات ملا عبد الرحمن جامی۔ [2] الفرع النامی للنواب صدیق حسن خان۔

الانسیہ ازل الابدیات - وابد الازلیات - الکنز الغیبی - والکتاب اللاریبی - قرآن المجملات الاحدیہ - فرقان المفصلات الوحدانیہ - امام الوری شمس الضحیٰ - بدر الدجیٰ ابوالحسن علی الرضا -

امام علیہ السلام مدینہ طیبہ مین جمعہ کے دن بتاریخ[۱] ۱۱ - ربیع الاول ۱۴۸ھ ہجری پیدا ہوئے - حضرت کی کنیت ابوالحسن ہے - صابر - فاضل - رضی - وفی - اور قرۃ عین المومنین آپکے القاب ہین - جن مین اشہر لقب رضا ہے - حضرت[۲] امام محمد تقیؑ سے لوگون نے دریافت کیا کہ کیا آپکے والد ماجد کو رضا کے لقب سے مامون رشید نے ملقب کیا تھا جیسا کہ بعض کا گمان ہے - آپنے فرمایا کہ نہین - بلکہ میری پدر بزرگوار کو رضا کا لقب حق سبحانہ و تعالی کیجانب سے عطا ہوا ہے کیونکہ وہ پسندیدہ خدا و رسولؐ تھے - جس طرح اون سے دوست خوش رہتے تھے اوسی طرح دشمن بھی راضی رہتے تھے - اور میرے جد امجد حضرت موسی الکاظم علیہ السّلام ہمیشہ اون کو رضا کے خطاب سے مخاطب فرماتے تھے -

امام علی نام - عالی نسب	پناہ عجم مقتدائے عرب
از و بود راضی جہان آفرین	ازان و رضا گشت اور القب

حضرت رضا کی خاتم کا نقش حسبی اللہ (اور بقولے - ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ) تھا آپکے دربان محمد بن الفرات تھے - اور دعبل[۳] خزاعی حضرت کے مداح

[۱] بعضون نے ۱۱ - ذی القعدہ لکھا ہے [۲] روضۃ الاحباب - [۳] نور الابصار مومن شبلنجی -

شعرا مین سے تھا۔

دعبل نے اہلبیت رسالت کی شان مین قصیدہ "مدارس آیات" نہایت حسن عقیدت سے تصنیف کیا اور حضرت کے حضور مین (بمقام مرو) حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین نے ایک قصیدہ نظم کیا ہے اور عہد کر چکا ہون کہ سب سے پہلے آپ کو سناؤن۔ میری تمنا ہے کہ حضور اوسکو میری زبان سے سُن لین۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا سناؤ۔ دعبل نے یہ قصیدہ پڑہنا شروع کیا۔

ذکرتُ[1] محل الربع من عرفات　　　فأجریت دمع العین بالعبرات

یاد کیا مین نے اون مکانات کو جو عرفات مین واقع تھے اور بسبب عبرت کے میری آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے

وقل عری صبری وهاجت صبابتی　　　رسوم دیار اقفرت وعرات

اوس دیار ویران کے نشانات نے جوش محبت کو ہیجان مین لاکر میرے صبر وسکون کو کھو دیا۔

مدارس آیات خلت عن تلاوة　　　ومنزل وحی مقفر العرصات

لآل رسول الله بالخیف من منی　　　وبالبیت والتعریف والجمرات

دیار علی والحسین وجعفر　　　وحمزة والسجاد ذی الثفنات

دیار لعبد الله والفضل صنوه　　　نجی رسول الله فی الخلوات

منازل كانت للصلوة وللتقی　　　وللصوم والتطهیر والحسنات

منازل جبریل الامین یحلها　　　من الله بالتسلیم والرحمات

---

[1] یہ قصیدہ اکثر کتب تاریخیہ معتبرہ مین موجود ہے۔ ۱۲

منازل وحی اللہ معدن علمه　　سبیل رشاد واضح الطرقات

وہ مدارس آیات جو تلاوت سے خالی ہین - وہ منزل وحی جو ویران ہے - وہ مکانات آل رسول جو خیف منی اور خانہ کعبہ اور عرفات اور جمرات مین تھے - وہ مکانات علی اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور سجاد زین العابدین کے اور مکانات عبداللہ بن عباس اور اونکے بھائی فضل کے - (جو رسول اللہ صلعم کے خلوتون مین ہمراز تھے) وہ منزلین جو نماز اور روزہ اور پرہیز گاری اور پاکیزگی اور حسنات کی محل تھین وہ منزلین جو وحی خدا کی مورد اور علم الٰہی کی معدن تھین - اور وہ مکانات جو ہدایت کے کھلے ہوئے راستے تھے -

قفا نسئال الدار التی خف اهلها　　متی عهدهم بالصوم والصلوات

واین الاولی شطت بهم غربة النوی　　فامسین فی الاقطار مفترقات

ٹھہرو اے رفیقان راہ ذرا ہم اوس اُجڑے ویرانے سے پوچھ لین (جسکے باشندے کوچ کر گئے) کہ کہان ہے عہد اونکا صوم اور صلوات سے اور کہان ہین وہ تمہارے مکین جنکو غربت اور خانہ ویرانی نے تمسے چھوڑا دیا اور وہ اطراف عالم مین پراگندہ اور منتشر ہو گئے

احب فضاء الدار من اجل حبهم　　واهجر فیهم اسرتی وثقاتی

مین اس دار ویران کی ساحت کو اوسکے رہنے والونکی محبت مین دوست رکھتا ہون اور اونکی الفت مین اپنی عیال اور ثقا تکو چھوڑ دیتا ہون -

وهم آل میراث النبی اذا انتموا　　وهم خیر سادات وخیر حماة

وہ آل نبی جو میراث نبی کے مستحق ہین (جبکہ اپنا شرف نسب ظاہر کرین) اور جو بہترین سادات اور بہترین حامیان دین ہین -

مطاعیم فی الاعسار فی کل مشهد　　لقد شرفوا بالفضل والبرکات

وہ ہر موقع پر حالت عسر مین بھی مخلوق خدا کو اطعام سے سیر کرنیوالے ہین اور صاحب شرف ہین بسبب فضل و برکات کے

ائمة عدل یقتدی بفعالهم　　وتومن منهم زلة العثرات

وہ ائمہ عدل ہین جنکے افعال کی اقتدا کی جاتی ہے اور اونہین کے طفیل مین لغزشون سے امن حاصل ہوتا ہے

فیارب زد قلبی هدی وبصیرة　　　وزد حبهم یارب فی حسناتی

بارخدایا میرے قلب مین ہدایت اور بصیرت کو افزونی عطا کر اور اون ائمہ ہدی کی محبت کو میرے حسنات مین زیادہ کر۔

لقد أمنت نفسی بهم فی حیاتها　　　وانی لارجوا الامن بعد وفاتی

جسطرح زندگی مین اونکی ولا کے سبب سے مین نے اپنے نفس کو امن مین رکھا اسیطرح بعد وفات بھی امیدوار امن ہون۔

الم ترانی من ثلاثین حجة　　　اروح واغدو دائم الحسرات

نہین دیکھتے ہو کہ مین تیس سال سے ہمیشہ مبتلاے حسرت ہی ہون۔

اری فیئهم فی غیرهم متقسما　　　وایدیهم من فیئهم صفرات

دیکھتا ہون کہ اون ائمہ عدل کی ملکیتین غیرون مین بٹی ہوئی ہین اور اون کے ہاتھ اپنے حقوق سے خالی۔

اذا وتروا مدوا الی اهل وترهم　　　اکفا عن الاوتار منقبضات

جسوقت ان ائمہ پر ظلم کیا جاتا تھا تو وہ بغرض انتقام ظالمونکی طرف اپنے اون ہاتھونکو بڑہاتے تھے جو کبھی آلات لہو ولعب سے مس نہوئے تھے۔

وآل رسول الله نحف جسومهم　　　وآل زیاد اغلظ القصرات

آل رسول اللہ کے جسم نحیف وزار ہین اور اولاد زیاد فربہ و توانا ہے۔

سأبکیهم ما ذر فی الافق شارق　　　ونادی منادی الخیر بالصلوات

مین آل رسول کے حال پر روونگا جبتک کہ آفتاب طلوع ہوتا رہیگا اور جبتک کہ نماز کیواسطے اذانین ہوتی رہین گی

وما طلعت شمس وحان غروبها　　　وباللیل ابکیهم وبالغدوات

اور گریان رہونگا مین طلوع شمس سے غروب تک۔　　　شب کو گریہ کرونگا اون کے حال پر اور صبح کو

دیار رسول اللہ اصبحن بلقعا　　　وآل زیاد تسکن الحجرات

آہ رسول اللہ کا خاندان تو تباہ و ویران ہے　　　اور زیاد کی نسل حجرون مین جاگزین ہے۔

وآل زیاد فی القصور مصونۃ　　　وآل رسول اللہ فی الفلوات

زیاد کی اولاد تو قصرون مین محفوظ ہے۔　　　اور رسول اللہ کی آل ریگستانون مین سرگشتہ ہے

فلولا الذی ارجوہ فی الیوم أو غد　　　لقطع نفسی اثرہم حسراتی

مین جس امر کی امروز فردا مین امید رکھتا ہون۔ اگر وہ باعث تسکین نہوتا تو بیشک اونکی نشانیان بسبب حسرت کے میرے نفس کو پارہ پارہ کردیتین۔

خروج امام لا محالۃ خارج　　　یقوم علی اسم اللہ بالبرکات

وہ امر تسلی بخش یہ ہے کہ امام مہدی موعود ضرور ظہور فرمائینگے جو کہ قائم آل محمدؐ ہین "بقوت اسم و برکات پروردگار"

یمیز فینا کل حق و باطل　　　ویجزی علی النعماء والنقمات

وہ حضرت اہل عالم مین حق کو باطل سے جدا کردینگے۔ اہل حق کو نعمت سے کامیاب فرمائینگے اور ظالمونکو نقمت مین مبتلا کرینگے

فیا نفس طیبی ثم یا نفس فاصبری　　　فغیر بعید کل ما ہو آت

پس اے نفس شادمان ہو اور چندے شکیبائی اختیار کر۔　　　کیونکہ جو چیز آنیوالی ہے کچھ دور نہین ہے۔

وہی[1] قصیدۃ طویلۃ عدۃ ابیاتہا مائۃ وعشرون بیتا قال قال دعبل الخزاعی

لما انشدت مولائی الرضا ہذہ القصیدۃ وانتہیت فیہا الی قولی۔

خروج امام لا محالۃ خارج　　　یقوم علی اسم اللہ بالبرکات

یمیز فینا کل حق و باطل　　　ویجزی علی النعماء والنقمات

---

[1] نور الابصار وغیرہ ۔۱۲

بکی الرضا ثم رفع رأسہ الی وقال یا خزاعی لقد نطق روح القدس علی

لسانک بھذین البیتین (ترجمہ) یہ بڑا قصیدہ ہے۔ ایکسو بیس[۱۲۰] شعر پر ختم ہوا ہے۔ دعبل

کہتا ہے کہ جب مین نے یہ قصیدہ امام رضاؑ کے حضور مین پڑہا اور اون اشعار پر پہونچا جن مین امام مہدیؑ

موعود علیہ السلام کا ذکر ہے تو حضرت نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے خزاعی فی الواقع ان دونون شعرون کو

روح القدس نے تیری زبان سے ادا کیا ہے۔

[۵۱] وچنین روایت است کہ دران قصیدہ چون باین بیت رسید کہ۔

وقبر ببغداد لنفس زکیتہ

تضمنھا الرحمن بالغرفات

حضرت امام رضا فرمود کہ اے دعبل بدین موضوع بیت دیگر الحاق کنم کہ قصیدہ تو بآن تمام شود۔ گفت

بلے یا ابن رسول اللہ۔ فرمود۔

وقبر بطوس نالھا من مصیبتہ الحت علی الاحشاء بالزفرات

دعبل پرسید کہ این قبر کہ خواہد بود یا ابن رسول اللہ۔ فرمود کہ قبر من۔

[۵۲] حضرت رضا علیہ السلام بہت ہی قلیل النوم اور کثیر الصوم تھے (علاوہ ماہ رمضان کے) ہر مہینے

مین آپ تین روزے ضرور رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ صیام دہر اسی کو کہتے ہین۔

حضرت کی ذات سے خیرات و صدقات بھی بہت جاری رہتے تھے۔ اور اس قسم کے

صدقے اکثر آپ اندہیری رات مین دیا کرتے۔

سلہ[۵۱] روضۃ الاحباب و شواہد النبوۃ و وسیلۃ النجاۃ۔ ۱۲ [۵۲] نور الابصار و اتحاف۔ ۱۲

حضرت[1] امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ کو خواب مین دیکھا (اس صورت سے کہ امیرالمومنین علی بھی اونکے ساتھ تھے -) پس آنحضرت صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرا فرزند علی (رضا) نور الٰہی کے ساتھ نظر کرتا ہے حکمت الٰہی کے ساتھ کلام کرتا ہے ہمیشہ ہر بات مین مصیب ہوتا ہے غلطی نہین کرتا - دانا ہے - نادانی مین مبتلا نہین ہوتا حکمت اور علم سے بھرا ہوا ہے -

وسیلة النجاة[2] مین ہے کہ آنحضرت را از آبا و اجداد علم ماکان و مایکون بوراثت رسیدہ

زیاد[3] العبدی سے مروی ہے کہ ایکدن حضرت موسی الکاظم نے ہم لوگون کو بلایا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مین نے تمہین کیون جمع کیا ہے - ہم سب نے عرض کیا کہ نہین - فرمایا کہ آگاہ ہو اور اقرار کرو کہ یہ میرا فرزند (علی الرضا) میرا وصی - میرا قائم مقام امامت اور میرا خلیفہ ہے

عبداللہ[4] بن احمد مقدسی نے - انساب القرشیین - مین ذکر کیا ہے کہ امام علی الرضاؑ کی ایک کتاب[5] ہے جسکو اونہون نے معنعن اپنے والد موسی الکاظم سے اور اونہون نے اپنے والد جعفر الصادقؑ سے اور اونہون نے اپنے والد محمد الباقر سے اور اونہون نے اپنے والد علی زین العابدین سے اور اونہون نے اپنے والد حسین شہید سے اور اونہون نے اپنے والد علی مرتضی علیہم السلام سے اور اونہون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے

---

[1] شواہد النبوة و روضة الاحباب - [2] مولفہ ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی - [3] فصول المہمہ ابن صباغ مالکی مکی - [4] تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی - [5] کشف الظنون سے بھی حضرت کی مُسند کا پتہ معلوم ہوتا ہے حیث قال (مسند علی بن موسی الرضا فی فضل اہل البیت) غالباً مامون کے عہد مین اسکی کچھ اشاعت ہوئی ہو - ۱۲ (مولف)

یہ سلسلۂ اسناد ایسا ہے کہ اگر مجنون پر دم کیا جائے تو اُسے اچھا کر دے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ کسی نے حضرت رضاؑ سے عرض کیا کہ مجھے زیارتِ اہلبیت کے آداب و کلمات تعلیم فرمائے۔ ارشاد کیا کہ جب قصدِ زیارت ہو غسل کرکے جا اور دروازے پر توقف کرکے کلمہ شہادتین ادا کر بعدہ اندر داخل ہو۔ اور جسوقت قبر پر نظر پڑے ٹھہر کر تیس بار اللہ اکبر کہہ اور تعظیماً آہستہ خرامی کے ساتھ کچھ آگے بڑھ پھر ٹھہر کر تیس بار اللہ اکبر کہکر قبر کے قریب جا اور چالیس بار اللہ اکبر کہکر اِسطرح کہہ کہ۔ السّلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحکم ومعدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعایم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمٰن وسلالۃ خاتم النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السّلام علی ائمۃ الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ واعلام التقیٰ وذوالحجیٰ والنھیٰ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السّلام علی محال رحمۃ اللہ وساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السّلام علی الدعاۃ الی حکم اللہ والادلاء علی مرضات اللہ والمظھرین لامر اللہ ونھیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انّی مستشفع بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اُشھدُ اللہ انّی مومن سرکم وعلانیتکم وانّی ابرءُ الی اللہ تعالیٰ من عدو محمد وآل محمد من الجن والانس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاھرین وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

امام رضا علیہ السّلام سے ایک نصرانی حضرت مسیح کی الوہیت مین بحث کرنے لگا آپنے فرمایا کہ واللہ ہم اون عیسیٰ علیہ السّلام کی نبوت کی تصدیق کرتے ہین جنہون نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور بعثت کی بشارت دی ہے البتہ تمہارے اون عیسیٰ کے قائل نہین ہین جو عبادت مین نہایت ضعیف تھے اور بہت کم نمازین پڑہتے تھے اور بہت ہی کم روزہ رکھتے تھے۔ نصرانی کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے تم کو کچھ علم نہین ہے۔ حضرت نے پوچھا کیون۔ اوسنے کہا اسلیے کہ تم کہتے ہو کہ عیسیٰ عبادت مین ضعیف تھے کم روزہ رکھتے تھے اور کم نمازین پڑہتے تھے حالانکہ حضرت عیسیٰ ایسے عابد تھے کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور تمام شب عبادت اور نمازین مشغول رہتے تھے حضرت نے فرمایا کہ جب تیری قول کے موافق عیسیٰ خود خدا تھے تو پھر کس کے روزے رکھتے تھے اور کس کی نمازین پڑہتے تھے یہ سنکر نصرانی دم بخود رہ گیا۔

ایک زندیق نے امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ۔ این ربک وکیف ربک۔ یعنی تمہارا رب کہان ہے اور کیسا ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارا رب۔ این اور کیف کا بھی خالق ہے اور تو خالق کو مخلوق مین ڈہونڈہتا ہے۔ خدائے یکتا کسی جہت اور مکان مین نہین ہے وہ کسی کیفیت کے ساتھ نہین پہچانا جاتا۔ حواس خمسہ اوسکی ذات کا ادراک نہین کرسکتے۔ اور کوئی شے اوسکے ساتھ قیاس نہین کیجا سکتی۔ زندیق نے کہا کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے۔ جسکو حس دریافت نکرسکے پس جب خدا موجود ہے تو مدرک بحواس نہ ہونا کیا معنی۔ حضرت نے فرمایا کہ بہ بین عقل ودانش بباید گریست۔ اے احمق جب تیرے حواس ادراک سے

عاجزہ آئے تو تونے وجود واجب الوجود کا انکار کردیا۔ اور جب ہم نے اپنے حواس کو ادراک ذات مین عاجز پایا تو ہمکو اوس خالق بے ہمتا کے وجود کا یقین حاصل ہو گیا کہ جس کے ادراک سے ہمارے حواس عاجز ہین اور جو مشابہت مخلوق سے پاک و منزہ ہے۔

مامون نے جب یہ ارادہ کیا کہ امر خلافت کو امام رضا علیہ السّلام سے متعلق کرے تو اپنے تمام اہل خاندان کو جمع کیا اور اون سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ علی الرضا کو اپنا ولیعہد قرار دون یہ سنکر اونہون نے براہ رشک و حسد کہا کہ آپ ایسے شخص کو ولیعہد مقرر کرتے ہین جو تدبیر سلطنت اور خلافت سے ناواقف اور نادان ہے اگر آپ کو ہمارا کہنا باور نہو تو ہمارے سامنے اونکو بلایئے آپ کو خود واضح ہو جائیگا۔ مامون نے امام رضاؑ کو بلا بھیجا جب حضرت اوس مجمع مین تشریف لائے سب نے آپ سے درخواست کی کہ منبر پر جا کر طریقہ معرفت و طاعت حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد کیجیے۔ رضا علیہ السّلام اوٹھے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پہلے کچھ دیر سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھے رہے پھر ایک مرتبہ کانپ کر بالائے منبر کھڑے ہوئے۔ خداوند عالم کی ستایش و ثنا کے بعد پیغمبر خدا اور اہل بیت رسالت پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ اول عبادت معرفت باری تعالیٰ ہے۔ اور اصل معرفت یہ ہے کہ خداوند عالم کو واحد اور یگانہ جانے۔ اور نظام توحید و یگانہ شناسی یہ ہے کہ اوسکی صفات کو خارج از ذات نہ سمجھے بلکہ صفات کو عین ذات خیال کرے اور ذات واجب الوجود کو بسیط مطلق اور قائم مقام جمیع صفات کا جانے اور من حیث الذات والصفات انواع تعددات اور تکثرات سے مبرا یقین کرے کیونکہ عقل سلیم شاہد ہی

کہ ہر موصوف اور ہر صفت مخلوق ہی اور ہر موصوف شاہد ہے کہ اوسکا ایک ایسا خالق ہے جو نہ صفت ہے نہ موصوف۔ اسیطرح ہر صفت اور موصوف ایک دوسرے سے مقرون ہین اور اونکا مقرون ہونا ہی اونکے حادث ہونے پر دلیل ہے اور ظاہر ہے کہ حادث کا ازلی اور قدیم ہونا ممتنع اور محال ہے۔ پس وہ خدا نہین ہے جو مخلوقات اور ممکنات کی تشبیہ سے پہچانا جائے۔ بلاشک وہ شخص معرفت اور توحید سے بہرہ ور نہین ہے جو کُنہِ ذات الٰہی کو بیان کرے یا کُنہِ ذات کی معرفت کا جویان ہو کیونکہ ناممکن ہے کہ ممکنات اور مخلوقات اپنے پروردگار کی کنہِ ذات کو دریافت کرسکین اسیطرح وہ شخص بھی خدا شناس نہین ہوسکتا جس نے خدا کے لیے کوئی مثال ثابت کی یا اوسکو متمثل فی الذہن قرار دیکر اوس صورت ذہنیہ کو موافق حقیقت سمجھا۔ اور علی ہذا نہ اُس شخص کو تصدیق ذات حق جل علاسے کچھ علاقہ ہے جس نے خدا کے لیے کوئی حد اور انتہا قرار دی۔ نہ وہ شخص سالک راہِ معرفت ہے جسنے ذات باری عزاسمہ کیطرف اشارہ کیا (عام اِس سے کہ وہ اشارہ حسّی ہو یا وہمی یا عقلی) نہ اوس شخص نے خدا کو جانا جو اوسکو غیر کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ نہ اوس شخص نے خدا کی عبادت کی جسنے اوسکا کوئی جزو قرار دیا۔ اور نہ وہ شخص طالب خدا ہی جسنے اوسکا توہم کیا۔ یعنی اوسکے لیے کوئی صورت یا شکل یا ہیئت وہم مین قرار دی کیونکہ اوسکی ذات اقدس رسائی اوہام وعقول سے برتر ہے۔

جو چیز اپنی ذات سے بذریعہ حواس پہچانی جاتی ہے وہ مصنوع ہی اور جو شے اپنے غیر مین قائم ہے وہ معلول ہے۔ پس چونکہ حضرت آفریدگار عالم کی ذات مصنوع اور معلول ہونے

سے منزہ ہے اسلیئے اوسکے صنائع اور آفرینش سے اوسکے وجود اور تمام صفات کمالیہ پر استدلال ہوتا ہے۔ عقول سلیمہ سے اوسکی معرفت کا اعتقاد کیا جاتا ہے اور خود فطرت اوسکی حجت کو ثابت کرتی ہے۔

• خالق اور مخلوق کے مابین آفرینشِ مخلوق ایک حجاب ہے۔ یعنی لازم ہے کہ خالق ذات و صفات مین مخلوق سے مبائن ہو اور مخلوق کے حواس و عقول کنہ ذات خالق کے ادراک سے قاصر ہون۔ اور خالق کی مخلوق سے مبائنت دلیل ہے کہ ذات خالق مکانی ہونے سے منزہ ہے اسلیے کہ یہ صفتِ مبائنت باہمی مخلوقات کی ہے کہ ایک ایک مکان مین ہو اور دوسرا دوسرے محل مین۔ خالق و مخلوق کی مبائنت کی یہ صفت نہین ہوسکتی۔ اور خداوند عالم کا آفرینش مخلوق کی ابتدا کرنا دلیل ہے کہ اوسکی کوئی علت اور ابتدا نہین ہے اسلیے کہ جسکی ابتدا ہو اور جو مخلوق ہو وہ اِس بات سے عاجز ہے کہ غیر کی ابتدا کرے۔ یا اوسکے خلق پر قادر ہو۔ اور حق تعالی کا مخلوق کو۔ اعضا۔ جوارح۔ قوی اور حواس عطا کرنا دلیل ہے کہ خالق بیچون اِن آلات و ادوات سے مبرّا ہے اسلیے کہ آلات کا ہونا اِس بات پر شاہد ہے کہ جو صاحبِ مادّہ ہین وہ اِن آلات کے محتاج ہین اور یہ ہو نہین سکتا کہ خدا کسی چیز کا محتاج ہو کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔

پس اسمائے مقدسہ باریتعالی تعبیر ہین۔ یعنی اگر حق سبحانہ و تعالی کو سمیع کہتے ہین تو اِسکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ کان سے سننے والا ہے۔ بلکہ اوسکے عالم مسموعات ہونے کو لفظ سمیع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور افعال الٓہی تفہیم ہین یعنی خالق حقیقی نے مخلوقات کو اپنے صفات کمالیہ اونہین صنایع سے سمجھائے ہین جو اون مین پیدا کر دیے ہین۔

ذات اوسکی حقیقی ہے یعنی تغیر و زوال سے منزہ۔ اور کنہ اوسکی بینہ و بین الخلق تفریق ہے یعنی وہ اپنی کنہ ذات وصفات مین کسی طرح مخلوقات کے ساتھ مشارکت نہین رکھتا۔

اوسکا غیر ہونا ہی یہ ثابت کرتا ہے کہ جو چیز اوسکے سوا ہے وہ حقیقت مین اُس سے مغایر ہے۔ بیشک وہ شخص جاہل ہے جسنے خدا کے وصف کو جسمانیات اور ممکنات مین ڈہونڈھا اور جسنے یہ خیال کیا کہ خدا ممکنات مین حلول کیے ہوئے ہے یا مثل دیگر اجسام و اماکن کے محیط ہے اوسنے تعدی کی اور جو شخص خدا کی کنہ ذات کے ادراک کا مدعی ہے وہ درحقیقت اوسکی معرفت سے محروم ہے۔ اور جو کہتا ہے کہ خدا کیسا ہے وہ غلطی سے خدا کو مثل ممکنات کی جانتا ہے۔ اور جسنے کہا کہ خدا کیون ہے وہ نادانی سے خدا کے لیے علت ثابت کرتا ہے۔ اور جو یہ کہے کہ خدا کسوقت موجود ہوا۔ اوسنے خدا کے لیے ابتدائے زمانی قرار دیا۔ (حالانکہ اوسکا وجود ازلی ہے نہ زمانی) اور جو یہ کہے کہ خدا کس چیز مین ہے اوسنے خدا کو کسی چیز کے ضمن مین قرار دیا اور اوسکو مکانی جانا۔ اور جو کہتا ہے کہ خدا کہان تک ہے اوسنے اوسکی حد و نہایت مقرر کی۔ اور جو یہ کہے کہ خدا کب تک ہیگا اوسنے خدا کے وجود کی غایت قرار دی۔ اور جسنے خدا کے وجود کی غایت قرار دی اوسنے اوسکو مخلوقات کے ساتھ شریک جانا۔ اور جسنے خدا کو مخلوقات کے ساتھ شریک جانا اوسنے اوسکو ماہیت مین بھی ممکنات کے ساتھ شریک خیال کیا۔ اور جسنے ایسا خیال کیا اوسنے خدا کو صاحب اجزا جانا۔ اور جسنے خدا کو صاحب اجزا

جانا او بس نے اوسکو صفات لازمہ امکان و عجز و احتیاج کے ساتھ موصوف کیا۔ اور جس نے ان صفات کے ساتھ خدا کا وصف کیا وہ ملحد ہوا۔

خداوند تعالیٰ متغیر نہین ہوتا بسبب تغیر مخلوقات کے جیسا کہ وہ محدود نہین ہوتا بسبب تحدید و تقدیر امور کے۔ وہ ایسا احد ہے کہ جسکی احدیت مین عدد کی تاویل نہین ہو سکتی۔ اور ایسا ظاہر ہے کہ اوسکے ظہور کو کسی حس نے دریافت نہین کیا نہ کر سکتی ہے۔ (بلکہ وہ اپنے آیات و آثار کے اعتبار سے ظاہر ہے) وہ متجلّی ہے نہ اِسطرح کہ اوسکی تجلّی کو آنکھین مثل ماہتاب کے مشاہدہ کر سکین۔ وہ باطن ہے مگر نہ مثل مخلوق کے کہ ایک مکان سے زائل ہو کر دوسرے مکان مین نہان ہو جائے بلکہ خداوند عالم کا باطن یعنی پنہان ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ عقول اوسکی کنہِ ذات و صفات تک نہین پہونچ سکتین۔ وہ قریب ہے مگر نہ باعتبار قرب جسمانی کے (بلکہ از روے علم کے) وہ لطیف ہے مگر نہ بحیثیت لطافت جسمانی کے (بلکہ باعتبار لطافت صنعت اور لطف و شفقت کے) وہ ایسا موجود ہے کہ اوسپر عدم سابق نہین (یعنی نیستی سے ہستی مین نہین آیا) وہ ایسا فاعل ہے کہ جس سے کل افعال اختیاری ظہور مین آتے مین افعال اضطراری ظہور پذیر نہین ہوتے۔ وہ مقدر امور ہے بغیر اسکے کہ فکر کرے۔ وہ مدبر اشیا ہے بلا حرکت فکری یا جسمانی کے۔ وہ ارادہ کرنیوالا ہے بلا تردد اور اہتمام کے۔ وہ صاحب مشیت ہے بدون حادث ہونے ارادے کے بلکہ اوسکی مشیت اوسکا عین علم ہے (بالاصلح) جو کہ عین ذات ہے۔ وہ مدرک ہے مگر بلا استعانت قوت لامسہ کے سمیع ہے بلا آلۂ سماعت کے۔ بصیر ہے بلا کسی عضو کے۔ نہ وقت اوسکا مصاحب ہا ہے

نہ مکان نے اوسپر احاطہ کیا ہے (یعنی وہ ذات پاک نہ زمانی ہے نہ مکانی) اوسکو غنودگی لاحق نہین ہوتی۔ توصیفات خلق اوسکی کنہِ ذات وصفات تک پہونچنے سے قاصر ہین۔ اوسکے کام کو آلات اور اعضا کی قید نہین ہے۔ اوسکی ہستی کل وقتون پر اوسکا وجود عدم پر اور اوسکی ازلیت ابتدا پر سبقت پائے ہوئے ہین۔

چونکہ خداوند عالم مشاعر اور حواس مدرکہ کا خالق ہے اِس سے معلوم ہوا کہ وہ خود مشاعر اور حواس کے ذریعہ سے ادراک اور احساس نہین فرماتا بلکہ بالذات تمام معلومات کا عالم ہے یعنی جبکہ اللہ نے ہمین حواس عطا کیے تو جانا گیا کہ بغیر حواس کے ہم ناقص ہین لہذا ثابت ہو گیا کہ ہمارا خالق صاحبِ مشاعر و حواس نہین ہے کیونکہ اگر ہم اوسکو صاحب حواس مانین تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہ بذاتہ ناقص اور اپنے کمال مین غیر کا محتاج ہے حالانکہ ذات واجب الوجود کے لیے ایسا مان لینا محال ہوگا۔

اور چونکہ حق تعالیٰ نے جوہر کو پیدا کیا اِس سے ثابت ہوا کہ وہ خود جوہر یا اِن حقائق ممکنہ کی جنس سے نہین ہے ورنہ وہ بھی مثل اِنکے علت کا محتاج ہوتا۔

اور چونکہ خدا نے تمام اشیا کے مابین متضادّت پیدا کر دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اوس کی کوئی ضد نہین کیونکہ اضداد محتاج محل ہین اور احتیاج دلیل امکان۔

اور چونکہ آفریدگار عالم نے بعض امور کو بعض امور سے قرین کیا ہی اس سے جانا گیا کہ خود اوسکا کوئی قرین نہین کیونکہ مقارنات مین طرح طرح کے نقص اور عجز اور اسباب احتیاج پائے جاتے ہین۔

اوس نے نور کو ظلمت کا۔ توضیح کو ابہام کا۔ خشکی کو تری کا۔ صلابت کو نرمی کا۔ اور سرما کو گرما کا ضد مقرر کیا ہے۔

وہ تالیف بخشنے والا ہے اون اشیا مین جو ایک دوسرے سے دشمنی رکھنے والی ہین اور جدائی ڈالنے والا ہے درمیان اون چیزون کے کہ ایک دوسری سے نزدیک ہین۔ دلالت کرتی ہین تمام چیزین اپنی تفریق سے اپنے مفرق پر اور اپنی تالیف سے اپنے مولف پر۔ اور یہی معنی ہین آیہ۔ من کل شیئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ کے پس خداوند عزاسمہ نے فرق ظاہر کر دیا انہین چیزون سے قبل و بعد مین تا معلوم ہو کہ اُس ذات پاک کے لیے نہ قبل ہے نہ بعد۔

افراد مخلوقات اپنے طبایع کے ساتھ شاہد ہین کہ اونکا خالق صاحب طبیعت نہین ہے اور اپنے تفاوت اور اختلاف کی رو سے دلالت کرنیوالی ہین کہ جس نے اون مین اختلاف وتفاوت کو قرار دیا ہے وہ خود اِس سے مبرّا ہے۔

خبر دینے والی ہین تمام چیزین اپنے وقت کے قرارداد سے کہ اون کے اوقات مقرر کرنیوالے کے لیے کوئی وقت نہین ہے۔

اوس خالق کل نے اپنی مخلوقات مین سے بعض کو بعض سے مخفی کیا تا واضح ہو کہ مابین خالق و مخلوق کوئی حجاب نہین ہے سوا اونہین مخلوقات کے جو بسبب اپنے نقص اور عجز کے خود حجاب ہین (یعنی ادراک کنہِ ذات وصفاتِ باریتعالیٰ مین قاصر ہین)۔

پروردگار عالم کے لیے ربوبیت کی معنی اوسوقت بھی حاصل تھے جبکہ کسی مربوب کا وجود نہ تھا

اور وہ پروردگار اوسوقت بھی مستحق عبادت تھا جبکہ عبادت کرنیوالے نہ تھے اور اوسوقت بھی عالم وخالق وسمیع تھا جبکہ معلومات ومخلوقات ومسموعات معدوم تھے۔ یہہ بات نہین ہے کہ جب اوس نے خلائق کو پیدا کیا تب معنی خالق کا مستحق ہوا ہو۔ یا بسبب احداث مخلوق معنیِ آفریدگار کا مستوجب قرار پایا ہو۔

کلمہ مُنذ۔ اوس قادرِ مطلق سے کسی شے کو غائب نہین کرتا (یعنی جمیع اشیا۔ مع اپنے زمانون کے ازل سے اوسکے علم مین تعین) کلمہ قَدْ اوسکو کسی چیز سے قریب نہین کرتا (یعنی اوسکا علم اس کلمے کی ضرورت معنوی سے ارفع ہے) کلمہ لَعَلَّ اوس سے کسی شے کو محجوب نہین کرتا (یعنی علم خدا مین احتمال کی گنجایش نہین ہے) کلمہ متی اوس کے لیے کوئی وقت مخصوص نہین کرتا (یعنی کوئی کہہ نہین سکتا کہ وہ کب موجود ہوا) اور اسیطرح وہ پروردگار کلمہ حین اور کلمہ مع کے اشتمال اور مقارنت سے منزہ ہے۔

اعضا اور جوارح اوسکی کوئی حد قائم نہین کر سکتے بلکہ آلات وادوات اپنی ہی حد مقرر کرتے ہین اور اپنے ہی اشباہ ونظائر کیجانب اشارہ کرتے ہین اور اشیاے ممکنہ مین اونہین کے افعال پائے جاتے ہین۔

اشیائے ممکنہ پر کلمہ مُنذ کا اطلاق اس سے مانع ہے کہ اونکو قدیم سمجھا جائے اور علی ہذا القیاس اون پر کلمہ قَدْ کا اطلاق اونکے ازلی ہونے سے مانع ہے۔ اگر یہ نہوتا کہ کلمات نے جدا ہو کر اپنے جدا کرنے والے پر اور مباین ہو کر اپنون مین مباینت پیدا کرنے والے پر دلالت کی تو عقول کے لیے اونکا صانع ظاہر نہوتا۔ عقول ہی کی سبب سے

ذات واجب الوجود رویت سے محتجب ہوئی ہذا اور عقول ہی کیطرف اوہام محاکمہ کرتی ہین جو کچھ عقول کو ثابت ہوتا ہے وہ غیر حقیقتِ ذات ہے کیونکہ باریتعالی کی کنہ ذات کا عقل مین آنا محال ہے۔

عقول سے دلیلین مستنبط ہوتی ہین اور خداوند عالم نے عقول کو اپنے وجود کمالات کی اقرار کا عارف بنایا ہے عقول سے خدا کی تصدیق کا اعتقاد کیا جاتا ہے۔ اور اقرار سے ایمان کامل ہوتا ہے۔ دینداری بغیر معرفت کے حاصل نہین ہوتی اور نہ معرفت بغیر اخلاص کے۔

خدا کو شبیہ بممکنات جاننا منافی اخلاص ہے اور جس نے خدا کے لیے صفات زائدہ کو ثابت کرنا چاہا اوس نے نفی تشبیہ نہ کی۔ پس جو چیز (از قبیل صفات حقیقت) خلق مین پائی جائے وہ اوسکے خالق مین نہین ہے۔ اور جو چیز مخلوق مین ممکن یا متمکن اور ثابت ہو وہ اوسکے صانع مین ممتنع ہے۔ اوس پر حرکت وسکون کا اجرا نہین ہوتا کیونکہ جس چیز کو اوس نے غیر پر جاری کیا ہے وہ اوس پر کیونکر جاری ہوا اور جس شے کی اوس نے خود ابتدا اور تخلیق کی ہے وہ اوسکی ذات مین کیونکر عود کرے۔

اگر ذات باری محل حرکت وسکون قرار دیجائے تو اوس مین تفاوت بہم پہونچیگا اور کنہ ذات باری صاحب اجزا قرار پائیگی جسکے معنی ذات واجب الوجود کے ازلی ہونے سے مانع ہونگے اور اس صورت مین ذات خالق پر معنی مخلوق کا اطلاق ہوگا۔

اگر اوسکے لیے حد پیشین قرار دیجائے تو لامحالہ حد پیشین بھی قائم ہوگی اور ذات اقدس

مین دو جزو کا توہم ہوگا اور وہ مرکب قرار پائیگی اور اگر تمام ہونے کو اوسکی ذات کی طرف
نسبت دیجائے تو اوسکا ناقص ہونا لازم آئیگا کیونکہ وہ ذات ازلی ہونیکی مستحق ہوگی جو
ممتنع از حدوث نہ ہو اور کیونکر وہ ذات خالقِ اشیاء ہوگی جو اپنے پیدا ہونے سے امتناع نکرے۔
جبکہ ذات واجب الوجود محل حوادث و تغیرات قرار دیجائے اور حادث اور معلول ہونے
سے ممتنع نہ ہو تو بیشک مصنوع ہونیکی علامتین اوس مین قائم ہونگی اور اوسکا وہ وجود
جو مدلول علیہ ہے اور تمام ممکنات اوسپر دلیل ہین اب دوسرے صانع پر دلیل ہوجائیگا۔
غرضکہ اس قول محال (یعنی خدا کے لیے اثبات حوادث و تغیرات) پر کوئی حجت قائم
نہین ہے اور اس قسم کا سوال (بدیہی البطلان) قابلِ جواب نہین ہے۔ اور اثبات
مین خدا کی کوئی تعظیم نہین ہے کہ "مثل صفات ممکنات" اوسکے لیے صفات زائدہ ثابت
کیے جائین۔ اور نہ خدا کو مخلوقات سے جدا کرنے مین (یعنی اوسکی کنہ ذات کو عروض
حوادث سے منزہ سمجھنے مین) کوئی ظلم ہے۔ بلکہ خود اوسکا ازلی ہونا اس بات سے ممتنع ہے
کہ دو قدیم ہون اور علی ہذا اوس شے کا معلول قرار پانا مُمتنع ہے جسکی کوئی علت نہ ہو۔
نہین ہے کوئی معبود سوا پروردگار علی و عظیم کے۔ جنہون نے کسی کو اوسکا عدیل قرار دیا
وہ جھوٹے اور شدید گمراہ اور زیان کار ہین۔ خداوند عالم اپنے حبیب اور رسول طیب
حضرت محمد مصطفےٰ اور اون کی آل طاہرین پر رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ انتہی۔
منقول ہے کہ ایکبار مامون بہت علیل ہوا اور شدت علالت مین اوس نے خدا سے عہد
کیا کہ اچھا ہوجاؤنگا تو زر کثیر راہِ خدا مین دونگا۔ جب اوسکو صحت حاصل ہوئی تو دلین

سوچا کہ مین نے راہِ خدا مین زرِ کثیر دینے کا عہد کیا تھا مگر اب زرِ کثیر کا اطلاق کس مقدار پر کرون تمام علما سے دریافت کیا کسی نے جواب شافی نہ دیا۔ مامون نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ آپ فرمائین۔ حضرت نے کہا کہ اچھا تم اسّی دینار مساکین کو دیدے علما نے اِس تعداد کی وجہ پوچھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ۔ (یعنی خدا نے مجاہدین کی نصرت مواطن کثیر مین فرمائی ہے) مواطن کثیر سے غزوات مقصود ہین اور کل غزوے اور سریّے تراسّی سے زائد نہین ہوئے۔ ابراہیم بن العباس کہتے ہین کہ ایک شخص نے امام رضاؑ سے سوال کیا کہ آیا خدا اپنے بندونکو اون امور کی تکلیف دیتا ہے جسکے بجا لانے کی اون مین طاقت نہ ہو۔ فرمایا کہ یہ بات خدا کی شانِ عدل کے خلاف ہے اوس نے کہا کہ پھر کیا بندے جس بات کا ارادہ کرین اوسپر قادر ہین فرمایا کہ بندے ایسی قدرت سے عاجز ہین۔

صاحب کتاب نثر الدرر نے ذکر کیا ہے کہ ایکدن مامون کی مجلس مین فضل بن سہل نے حضرت رضاؑ سے سوال کیا کہ اے ابو الحسن کیا افراد مملوک اپنے افعال مین مجبور ہین۔ فرمایا کہ خدا کی شان عدل اسبات سے منزہ ہے کہ خود ہی مخلوق کو افعال ناپسندیدہ پر مجبور کرے اور خود ہی اون کے افعال کی پاداش مین اونہین معذب فرمائے۔ فضل نے کہا کہ پھر کیا بندے اپنے فعل مین مختار محض ہین۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی شان حکمت و عدل کے خلاف ہے کہ اپنے بندونکو چھوڑ دے اور اونہین اونکے نفس کو سپرد کردے۔

ایکبار بمقام نیشاپور گروہ صوفیہ مین سے چند شخص امام رضاؑ کی خدمت مین حاضر ہوئے

اور کہا کہ امیر المومنین مامون رشید نے اپنی سلطنت وحکومتِ خداداد پر نظر کی اور غور کیا تو اہلبیت رسالت کو اوس سلطنت اور حکومت کے لیے اولی دیکھا۔ پھر اہلبیت رسالت مین سے آپکو احق اور اولی پایا چنانچہ امر خلافت کو آپ پر چھوڑا۔ لیکن لوگ ایسے منصب کے لیے اوس شخص کے طالب ہوتے ہین۔ جو موٹا کھائے۔ موٹا پہنے۔ حمار پر سوار ہو۔ مریضون کی عیادت اور جنازون کی مشایعت کرے یہ سُنکر حضرت سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ سنو یوسفؑ بن یعقوبؑ نبی تھے مگر دیبائے زربفت اور کتان زرتار کی قبائین زیب بدن فرماتے تھے اور فراعنہ مصر کی مسندون پر جلوس کرتے تھے بات یہ ہے کہ وجود امام کا اصل مقصود قسط وعدل ہے۔ لازم ہے کہ امام اپنے قول مین صادق اپنے حکم مین عادل ہو اور جو وعدہ کرے اوسکو وفا کرے۔ خداوند عالم نے ہرگز ملبوسات اور مطعومات کو حرام نہین کیا۔ چنانچہ قرآن مین فرماتا ہے کہ۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔ (یعنی اے پیغمبر کہدو کہ کون ایسا ہے جو اون طیبات رزق اور زینت کو حرام کرے جنہین خدا نے اپنے بندون کے لیے پیدا کیا ہے)

مامون رشید وضو کر رہا تھا اور ایک غلام پانی ڈالتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا کی عبادت مین عاجزی اور اظہار عبودیت لازم ہے۔ اپنے ہاتھ سے وضو کرنا چاہیے۔ حضرت کا خادم (یاسر) روایت کرتا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مخلوق کے لیے تین مواقع بہت وحشت خیز ہین ایک موقع روز ولادت کا جسدن مولود بطن مادر سے

باہر آکر دنیا دیکھتا ہے۔ دوسرا موقع روز وفات کا (جبکہ انسان مرتا ہے اور عالم آخرت کو مشاہدہ کرتا ہے) تیسرا موقع حشر کا (جسدن آدمی قبر سے اوٹھایا جائیگا اور وہ احکام مشاہدہ کریگا جسکو اوسنے دار دنیا مین نہین دیکھا تھا) خدانے حضرت یحیٰی کو انہین مواقع مین سلامتی کا مژدہ دیا ہے اور خوف سے مامون فرمایا ہی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ (یعنے سلامتی ہو اوسپر جسدن کہ وہ پیدا ہوا اور جسروز کہ وفات پائی اور جبکہ قبر سے اوٹھایا جائے) اور انہین مواقع کے لیے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے نفس کیواسطے سلامتی چاہی۔ کما قال والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ یعنی سلام ہو مجھ پر جس دن کہ مین پیدا ہوا اور جس روز کہ وفات پاؤن اور جبکہ زندہ ہو کر قبر سے اوٹھایا جاؤن۔

حافظ ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری محدث نے اسناد کے ساتھ سعید سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن علی الرضاؑ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اے شخص جن امور کی وصیت کرنا چاہتا ہو اور جن باتون کے لیے استعاذہ ضروری ہو کرلے (راوی کہتا ہے کہ) اسی کی تیسرے دن اوس شخص کا انتقال ہو گیا۔

محدث موصوف الصدر نے اسناد صحیح کے ساتھ ابو حبیب سے روایت کی ہے کہ مینے خواب مین دیکھا کہ گویا شہر کی اوس مسجد مین جس مین حاجیان مکہ ہر سال ٹھہرا کرتے ہین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہین اور حضرت کے سامنے ایک طباق مین

صیحانی خرمے رکھے ہوئے ہین آنحضرت نے ایک مٹھی خرما مجھے عطا فرمایا۔ مین نے گِنا تو اٹھارہ خرمے تھے بیدار ہونیکے بعد مین نے اپنے خواب کی یہ تعبیر کی کہ اٹھارہ برس زندہ رہونگا۔ اِس واقعہ خواب کے بیس روز بعد (جبکہ مین اپنے کاروبار زراعت مین مصروف تھا) مجھے خبر معلوم ہوئی کہ حضرت علی الرضاؑ تشریف لائے ہین اور شہر کی اوسی مسجد مین مقیم ہین (جسمین مین نے رسولِ خداؐ کو بحالت خواب دیکھا تھا) اور ہرطرف سے لوگ حضرت رضاؑ کا شرف زیارت حاصلکرنے جارہے ہین۔ چنانچہ مین بھی بقصد سلام گیا اور دیکھا کہ حضرت اوسی مقام پر بیٹھے ہین جہان مین نے رسول اللہؐ کو رونق افروز دیکھا تھا۔ اور دیکھا کہ جس بوریے پر حضرت رضاؑ بیٹھے ہوئے ہین بعینہ مثل اوسی بوریے کے ہے جس پر رسول اللہؐ تشریف فرما تھے اور اوسیطرح ایک طبق بھی خرمون سی بھرا ہوا آپکے سامنے رکھا ہوا ہے۔ مین نے سلام کیا رضا علیہ السّلام نے جواب سلام دیا اور قریب بُلاکر طبق مین سے ایک مٹھی خرما مجھے عنایت کیا مین نے شمار کیا تو تعداد مین اوتنے ہی پائے جتنے رسول اللہؐ نے عالم رویا مین مجھے مرحمت فرمائے تھے (یعنی ۱۸) مین نے عرض کیا کہ حضرت کچھ خرمے زیادہ عطا ہون۔ فرمایا کہ اگر رسول اللہؐ اِس سے زیادہ تجھے دیتے تو مین بھی زیادہ دیتا۔

جب مامون نے حضرت رضاؑ کو ولیعہد خلافت کرنیکا قصد کیا (یا امر خلافت کو حضرت پر چھوڑنا چاہا) تو آپنے انکار فرمایا۔ چنانچہ کتب سیر مین ہے کہ۔ مامون[۱] گفت ارادہ کردہ ام

۱؎ فصل الخطاب خواجہ پارسا و وسیلۃ النجاۃ ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی۔

کہ خود را از خلافت عزل کنم و امامت را بتو گذارم و با تو بیعت کنم حضرت فرمود کہ اگر خلافت را خدا برائے تو قرار دادہ است ترا جائز نیست کہ بدیگری بخشی و خود را از آن معزول کنی و اگر خلافت از تو نیست ترا اختیار آن نیست کہ بدیگرے تفویض کنی۔ مامون گفت یا ابن رسول اللہؐ لازم است کہ این را قبول کنی حضرت فرمود کہ برضائے خود ہرگز قبول نخواہم کرد۔" لیکن بالآخر مامون کے جبر و اصرار نے مجبور کیا۔" پس حضرت[51] رو بسوی آسمان برداشت و گفت خداوندا تو میدانی کہ بضرورت این امر را اختیار کردم پس مرا مواخذہ مکن چنانچہ مواخذہ نکردی دو بندہ پیغمبر خود یوسفؑ و دانیال را در ہنگامیکہ قبول کردند ولایت از جانب بادشاہان در زمان خود۔ خداوندا عہدے نیست مگر عہد تو و ولایتے نمیباشد مگر از جانب تو۔

فامر[52] المامون ابنہ العباس بالقیام الیہ و مبایعتہ اول النّاس۔ پس مامون نے اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا کہ سب سے پہلے حضرت رضاؑ کی بیعت کرے۔ فرفع الرضا یدہ وجعلھا من فوق فقال لہ المامون ابسط یدک فقال لہ الرضا ھکذا کان یبایع رسول اللہ صلعم یدہ فوق ایدیھم فقال افعل ما تری (یعنی) حضرت رضاؑ نے اپنا ہاتھ اوپر کی جہت مین بلند کیا۔ مامون نے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے۔ آپنے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا کا طریق اخذ بیعت یہی تھا کہ دست مبارک جہت فوق مین اوروں کی ہاتھ سے بالا رہتا تھا۔ مامون نے عرض کیا کہ بہتر ہے جیسا مناسب ہو کیجیے۔

[51] فصل الخطاب و وسیلۃ النجاۃ - ۱۲۰ [52] نور الابصار - ۱۲۰

وسیلۃ النجاۃ مین ہے کہ ہر گاہ بیعت آنحضرت منعقد گشت و روز عید آمد مامون با آنحضرت گفت کہ برائے نماز سوار شوند و نماز و خطبہ برائے مردمان بخوانند حضرت فرمود کہ تو می دانی کہ من با تو شرط کردہ ام کہ از دور بہ بساط حکومت نظر کنم مرا از نماز عید و خطبہ معاف دار مامون گفت کہ مرا منظور اظہار بزرگی و فضل آنحضرت است تا بدلہائے مردمان اطمینان حاصل گردد و از قدر و منزلت و رفعت و جلالت آنحضرت واقف شوند۔ قبول نمیفرمود تا مباحثہ بسیار بطول کشید و مامون بسیار بالحاح و زاری پیش آمد ناچار حضرت فرمود کہ اگر معاف داری بہتر و اگر معاف نمیداری پس بیرون خواہم آمد بسوی مصلی عید چنانچہ بیرون می آمد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مامون گفت ہر طوریکہ بہ خاطر شریف بیاید تشریف فرما شود و امر کرد بخادمان و غلامان و لشکریان کہ بدر حضرت علی موسی الرضاؑ حاضر شوند مردمان در راہ ہا و سقف ہا و زنان و طفلان جمع شدند و منتظر خروج آنحضرت بودند و سواران ہمہ بر اسپان خود ہا سوار شدہ ایستادہ بودند تا آفتاب طلوع کرد و آنحضرت غسل فرمود و جامہا پوشید و دستار سفید بر سر مبارک بست و یکطرف شملہ آن بر سینہ بکینہ خود گذاشت و خوشبو مالید و عصا در دست گرفت و بموالیان حکم فرمود کہ شما ہم غسل کنید و جامہا پوشید ہمہ امر بجا آوردند پس ارادۂ رفتن بیرون فرمود بعد از دو سہ گام ایستادہ شد و سر خود را بسوئے آسمان برداشت و گفت اللہ اکبر اللہ اکبر و موالیان ہمہ نیز گفتند

لہ اس روایت کا ذکر حاشیہ شرح مواقف مین بھی ہے۔ ۱۲

وهرگاه که خادمان وغلامان ولشکریان مامون آنحضرت را باین حال مشاهده کردند بزمین اُفتادند آنحضرت بر در ایستاد وتکبیر گفت وهمه مردمان تکبیر گفتند راوی میگوید که بنظر مامی آمد که در و دیوار و زمین و آسمان آنحضرت را جواب میدهند وتمام اهل مرو در گریه وزاری وآه وناله وبیقراری در آمدند واین خبر بمامون رسید فضل بن سہل که وزیر وشیر او بود گفت که اگر امام علی موسی الرضا علیہ السّلام بمصلے عید بهمین حال خواهد رفت خداوند که چه فتنه برپا گردد وچه هنگامه شود ماجی ترسم که چگونه سلامت خواهیم ماند پس مامون یکی از خواص خود را بخدمت آنحضرت فرستاد که من آنحضرت را تکلیف دادم ودر مشقت و محنت انداختم ودوست ندارم که بآنحضرت مشقتی ورنجی برسد آنحضرت مراجعت بخانه خود فرماید وبمصلی عید تشریف نبرد کسیکه همیشه نماز عید میکرد بدستور بامردمان خواهد کرد۔ پس حضرت موزه هائے خود طلب فرمود وپوشیده سوار شد ومراجعت بخانه نمود۔

مامون نے حضرت رضاؑ کے ولیعہد خلافت ہونیکا جو وثیقہ لکھا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ[1] مین نے شب و روز فکر و غور کے ساتھ عباسؓ اور علیؓ کی اولاد مین ایسے شخص کو ولایت عہد کے لیے ڈہونڈہتا تھا جو باعتبار علم وکمال دین وپرہیزگاری افضل ہو۔ چنانچہ مین اپنی سعی مین کامیاب ہوا سب کی حالت از روئے مشاہدہ واخبار صحیحہ کے مجھ پر منکشف ہوگئی اور خدا کے فضل سے مینے سب مین افضل واولیٰ علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ کو پایا۔ اونکے فضل کامل۔ علم واضح۔ پرہیزگاری۔ زہد خالص اور استغنا کی حالات سے

[1] نور الابصار شبلنجی ۔۱۲

سب واقف ہین اور ہمیشہ اخبار متواترہ کے ذریعہ سے باتفاق جمہور بلا اختلاف آحدی مجھے معلوم ہوتے رہے ہے۔ لہذا مین نے اونکو ولیعہد خلافت قرار دیا۔

حضرت رضاؑ نے اُس وثیقے کی پشت پر جو مضمون لکھا اوسکی ابتدا ان الفاظ بیش بہا پرتھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الفعال لما یشاء لا معقب لحکمہ و لا راد لقضائہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور وصلوٰتہ علی نبیہ محمد (صلعم) خاتم النبیین والہ الطیبین الطاہرین اقول وانا علی بن موسےٰ بن جعفر ان عبد اللہ المامون عضدہ اللہ بالسداد ووفقہ الرشاد عرف من حقنا ما جھلہ غیرہ فوصل ارحاما قطعت وامن نفوسا فزعت (یعنی سزاوار جمیع حمد ہے وہ خدا جو زبردست فاعل اوس کام کا ہے جسے چاہے اوس کا حکم کوئی رد نہین کرسکتا۔ وہ نگاہون کی چوری اور پوشیدہ راز کو جانتا ہے۔ خدائے پاک اپنے رسول مقبول محمد (صلعم) خاتم النبیین اور اونکی آل طیبین و طاہرین پر رحمت نازل فرمائے۔ مین علی بن موسی کہتا ہون کہ مامون رشید نے (خدا اوس کو توفیق رشد عطا فرمائے اور راہ راست اختیار کرنے مین اوسکی مدد کرے) ہمارے اوس حق کو پہچانا جسے دیگر خلفاء نے تجاہل کیا تھا۔ اور اون حقوق صلہ رحم کو (جو قطع ہوچکے تھے) جوڑا یعنی ادا کیا اور جو نفوس حول و دہشت مین مبتلا تھے اونکو امن دیا۔ اور آخر نوشتہ یہ تھا کہ۔ والجفر والجامعۃ[1] یدلان علی ضد ذالک وما ادری

---

[1] نور الابصار۔ ۱۲

ما یفعل اللہ بی ولا بکم ان الحکم الا للہ یفصل الحق وھو خیر الفاصلین (یعنی)
مگر جفر و جامع نوشتہ مامون کے خلاف دلالت کرتے ہیں - اور میں نہیں جانتا کہ خدا
میرے اور تمہارے ساتھ کیا کریگا - سوا خدا کے کسی دوسرے کے لیے حکم نہیں ہے - جو کہ حق
فرماتا ہے اور بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے -

کشف الظنون میں بحوالہ مفتاح السعادۃ مذکور ہے کہ علم الجفر و الجامعۃ وھو عبارۃ
عن العلم الاجمالی بلوح القضاء والقدر المحتوی علی کل ما کان وما یکون
کلیا وجزئیا والجفر عبارۃ عن لوح القضاء الذی ھو عقل الکل والجامعۃ
لوح القدر الذی ھو نفس الکل وقد ادعی طائفۃ ان الامام علی بن ابیطالب
رضی اللہ تعالی عنہ وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین علی طریق البسط
الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منھا بطرق مخصوصۃ وشرائط معینۃ و
الفاظ مخصوصۃ ما فی لوح القضاء والقدر وھذا علم توارثہ اھل البیت
ومن ینتمی الیھم ویاخذ منھم من المشایخ الکاملین وکانو یکتمونہ
عن غیرھم کل الکتمان وقیل لا یفقہ فی ھذا الکتاب حقیقۃ الا المھدی
المنتظر خروجہ فی اخر الزمان وورد ھذا فی کتب الانبیاء السالفۃ کما
نقل عن عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نحن معاشر الانبیاء ناتیکم
بالتنزیل واما التاویل فسیاتیکم بہ البارقلیط الذی سیاتیکم بعدی
نقل ان الخلیفۃ المامون لما عھد بالخلافۃ من بعدہ الی علی بن موسی الرضا

وکتب لیہ کتاب عہدہ کتب ھو فی اٰخر ذلک الکتاب نعم الا ان الجفر و الجامعۃ یدلان علی انہ ھذا الامر لا یتم وکان کما قال لان المامون استشعر فتنۃ من بنی ہاشم فسمہ (یعنے) علم جفر اور جامعہ سے وہ علم مراد ہے جو لوح قضا و قدر مین ہے اور وہ اون تمام حوادث کے علم پر کلیۃً وجزئیۃً حاوی ہے جو وقوع مین آچکے یا آیندہ وقوع مین آئین گے (تفصیل اجمال یہ ہے) کہ جفر سے مراد وہ لوح قضا ہی جسکو عقل کل کہتے ہین اور جامعہ سے مراد لوح قدر یعنی نفس کل ہے۔ ایک گروہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی نے ۲۸ حروف کو بقاعدہ بسط اعظم جلد جفر مین اسطرح رکھا کہ اوس سے بطریق خاص و شرائط معینہ والفاظ مخصوصہ وہ حالات مستخرج ہوتے ہین جو لوح قضا و قدر مین ہین اور یہ علم اہلبیت مین اور اون بزرگون مین جو اہلبیت سے نسبت رکھتے ہین بطور وراثت چلا آتا ہی اور اون سے مشایخ کاملین اخذ کرتے ہین۔ لیکن اس علم کو اغیار سے من کل الوجوہ چھپاتے ہین۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کتاب یعنی جفر کی حقیقت کو سوائے امام مہدیؑ کے (جنکے خروج کا آخر زمانہ مین انتظار ہے) کوئی نہین سمجھ سکتا اور یہہ امر کتب انبیا سلف مین بھی وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السّلام سے نقل کیا گیا ہی کہ فرمایا ہم گروہ انبیا تمہارے پاس فقط تنزیل لائے ہین رہی تاویل اوسکو تمہارے پاس بارقلیط (جو میرے بعد آئیگا) لائیگا اور منقول ہی کہ خلیفہ مامون نے جب وثیقہ ولیعہدی امام رضاؑ کے لیے لکھا تو امام علیہ السّلام نے اوس وثیقہ کے آخر مین یہ لکھدیا تھا کہ مین

تومنظور کرتا ہون لیکن جفر وجامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر تکمیل کو نہ پہونچے گا اور تمام نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب فتنۂ بنی ہاشم سے ماموں کو دل مین خوف پیدا ہوا تو اوس نے امام رضاؑ کو زہر دیدیا۔

اور شرح مواقف مین ہے کہ (الجفر والجامعۃ) هما کتابان لعلی کرم اللہ وجہہ وقد ذکر فیھما علی طریقۃ علم الحروف الحوادث التی تحدث الی انقراض العالم وکانت الائمۃ المعروفون من اولادہ یعرفونھما ویحکمون بھما۔ وفی کتاب قبول العھد الذی کتبہ علیؑ بن موسیٰؑ رضی اللہ عنھما الی المامون انک قد عرفت من حقوقنا مالم یعرفہ اٰباؤک فقبلت منک عھدک الّا انّ الجفر والجامعۃ یدلان علی انہ لا یتم (یعنی) جفر اور جامعہ حضرت علی کی دو کتابین ہین جن مین اونھون نے بطریق علم حروف اون تمام حوادث کا ذکر فرمایا ہے جو انقراض عالم تک حادث ہون گے۔

مشہور ومعروف ائمہ جو اولاد علی علیہ السلام سے تھے وہ اون دونون کتابون کو جانتے تھے اور اون کے مطابق حکم لگاتے تھے چنانچہ نوشتۂ قبول ولی عہدی مین امام رضاؑ نے لکھدیا تھا کہ (اے ماموں) البتہ تونے ہمارے اون حقوق کو پہچانا جنکو تیرے آبا نے نہین پہچانا تھا پس مین تیری جانب سے ولیعہدی کو قبول کرتا ہون لیکن جفر اور جامعہ اِس پر دلالت کرتی ہین کہ یہ امر پورا نہ ہوگا۔

عن[۱] ہرثمۃ بن اعین وکان من خدم الخلیفۃ عبد اللہ المامون وکان قائما بخدمۃ الرضا قال طلبنی سیدے ابوالحسن الرضا یوم من الایام و قال لی یا ہرثمۃ انی مطلعک علی امر یکون سرا عندک لا تظہر لاحد مدۃ حیاتی فان اظہرتہ حال حیاتی کنت خصمالک عند اللہ فحلفت لہ انی لا اتفوہ بما یقولہ لی لاحد مدۃ حیاتہ فقال لی اعلم یا ہرثمۃ انہ قد دنا رحیلی ولحوقی باٰبائی واجدادی وقد بلغ الکتاب اجلہ وانی اطعم عنبا ورمانا مفتونا فاموت ویقصد الخلیفۃ ان یجعل قبری خلف قبر ابیہ ہرون الرشید وان اللہ لا یقدرہ علی ذلک وان الارض تشتد علیہم فلا تعمل فیہا المعاول ولا یستطیعون حفرہا

(ترجمہ) ہرثمہ بن اعین سے (جو مامون کا خادم تھا اور خدمت امام رضا اوس کی سپرد تھی) منقول ہے کہ مجھے ایک روز میرے سید امام رضاؑ نے بلایا اور فرمایا کہ اے ہرثمہ مین تجھے ایک امر سے آگاہ کرنے والا ہون مگر اوسکو بطور راز کے اپنے دل مین رکھنا میری زندگی بھر کسی پر ظاہر نکرنا اور اگر تو میری زندگی مین اوس راز کو فاش کرویگا تو حضور خدا مین اظہار خصومت کرونگا (ہرثمہ کا قول ہے کہ) مین نے قسم کھائی کہ جو آپ فرمائین گے آپکی زندگی بھر اوسکو زبان پر نہ لاؤنگا اور کسی سے نہ کہون گا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا سن میرا زمانہ رحلت اور اپنے ابا اور اجداد سے

[۱] نور الابصار - ۱۲

لاحق ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اور نوشتہ اپنی میعاد کو پہونچ چکا ہے مین انگور اور انارِ مفتون کھا کر وفات پاؤن گا - اور خلیفہ قصد کرے گا کہ میری قبر اپنے باپ ہارون رشید کی قبر کے پیچھے بنائے لیکن خداوند عالم اوسکو اس پر قدرت نہ دیگا اور زمین ایسی سخت اور صلب ہو جائے گی کہ آلات کام نہ دین گے اور لوگ قبر نہ کھود سکین گے۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ اخبر قبل موتہ بانہ یاکل عنباً و رماناً مبثوثاً ویموت وان المامون یرید دفنہ خلف الرشید فلم یستطیع ۔ فکان ذالک کلہ کما اخبر بہ (یعنی) امام رضا علیہ السلام نے قبل اپنی وفات کے یہ خبر دی تھی کہ وہ انگور و انار مبثوث کھا کر وفات پائین گے اور مامون یہ ارادہ کرے گا کہ رشید کی قبر کے پیچھے اونکو دفن کرے لیکن اِسپر قادر نہ ہوگا۔ چنانچہ جیسا امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا تھا وہی سب وقوع مین آیا۔

ومات[۱] مسموماً بطوس (ترجمہ) اور امام رضا علیہ السلام نے مسموم ہو کر طوس مین وفات پائی۔

[۱] خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ۱۲۰

الرضا

حصہ دوم

امام رضا علیہ السلام کا ولیعہد خلافت ہونا (یا خلافت ظاہری کا اپنے مرکز کیجانب بازگشت کرنا) اور اوسکی اسباب ونتائج پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علیؑ بن موسیٰؑ الرضا کی تاریخ مین سب سے زیادہ مشہور اور ذکر کے قابل وہی واقعہ ولایت عہد ہے جسکا مختصر ذکر حصہ اول مین ہو چکا ہے۔ یعنی سنہ ۲۰۱ھ مین مامون رشید عباسی نے حضرت کو ولیعہد خلافت کیا" یا یہ کہ حضرت کو امر خلافت کا مستحق تسلیم کر کے خود اس منصب سے علیحدگی چاہی"

بادی النظر مین تو مامون کا یہ فعل بہت ہی مستحسن اور قابل تعریف تھا لیکن بدقسمتی سے اِدہر مورخین اہل سنت وجماعت مامون پر شیعیت کا الزام قائم کر کے اوسکو ٹکسال باہر کرتے ہین اودہر محققین امامیہ اوسکے تشیع کو مکر وزور قرار دیکر دور دور رکھ رہے ہین۔ گویا دونون فریق نے مامون کو گوئے بازی خیالات کا فٹ بال بنالیا ہے۔ چنانچہ شمس العلماء مولوی شبلی صاحب المامون مین لکھتے ہین کہ۔

"سُنی مورخ اوسکے محاسن وفضائل کا علانیہ اعتراف کر کے بڑی حسرت سے لکھتے ہین کہ "افسوس شیعی تھا" شیعہ سخت ناراض ہین کہ اوسکا تشیع بالکل فریب تھا۔ جسکے ذریعے سے اوس نے حضرت رضا علیہ السلام پر قابو حاصل کیا اور پھر زہر دلوایا"

بہرکیف مامون کے تشیع کا (خواہ وہ اصلاً ہو یا فریباً) دونون فریق کو اقبال و اعتراف ہے اگرچہ میرے مقصود تالیف کا روئے سخن سیرت مامون کی جانب نہین ہے لیکن چونکہ مامون کا مذہبی انقلاب نتیجہ خیز واقعہ ہے لہذا فی الجملہ اوسکے "خارج از مقصود شیعیت" پر بھی ایک سرسری نظر کی ضرورت ہوئی۔

مامون کی نسبت علما نے فقط اتنا ہی نہین لکھا کہ اظہر المامون التشیع[1] (مامون نے تشیع ظاہر کیا) وکان معروفا بالتشیع[2] (اور تشیع مین معروف و مشہور تھا) بلکہ مامون کے واقعاتِ تشیع تاریخی صفحات مین بہت زور و شور کے ساتھ مذکور ہین کیونکہ اوسکا یہ جدید مذہبی مذاق اوسی کی ذات خاص تک محدود نہین رہ سکا بلکہ مباحثات اور احکام کے ذرایع سے شہرت عام کا مرتبہ حاصل کر چکا تھا۔

مین اس موقع پر علامہ شہاب الدین احمد (ابن عبد ربہ اندلسی) کی مشہور و مستند کتاب "العقد الفرید" سے مامون کا ایک بے نظیر مناظرہ (بطور نظیر) نقل کرنا مناسب خیال کرتا ہون جسکو مامون کے شیعہ پن کی تازہ بہار اور اوسکی عالمانہ

---

[1] دول الاسلام ذہبی ۔ ۱۲۰ [2] سبائک الذہب محمد امین سویدی بغدادی ۔ ۱۲۰

قابلیت کی اعلیٰ یادگار سمجھنا چاہیے۔ اور جسپر میرے فاضل دوست مولوی شبلی صاحب نے ان الفاظ سے ریویو کیا ہے۔

"مامون[1] کا ایک مشہور مناظرہ جس مین اوسکا یہ دعویٰ تھا کہ "تمام صحابہ مین حضرت علی افضل ترہین"۔ ایک بڑے معرکے کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحیی بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوی کے مخالف تھے۔ اِدہر مامون تنہا سب کا مقابل تھا۔ حاکمی اور محکومی کا پردہ اوٹھا دیا گیا تھا اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی۔ صبح سے قریبًا دوپہر تک دونون فریق نے دادِ سخن دی مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔" یہ پورا مناظرہ "کتاب العقد" مین مذکور ہے۔ اور حق یہ ہے کہ وہ مامون کے۔ وسعت نظر۔ جودتِ ذہن۔ کثرتِ معلومات۔ حُسن بیان۔ زورِ تقریر۔ کا ایک حیرت انگیز فوٹو ہے۔"

مناظرہ

علامہ[2] اسحق بن ابراہیم (بن اسمٰعیل بن حماد بن زید) بیان کرتے ہین کہ ایکدن قاضی القضاۃ یحیی بن اکثم نے مجھے اور چند میرے ذی علم اصحاب کو بُلا بھیجا اور کہا کہ امیر المومنین مامون نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل (علی الصباح) ایسے چالیس علما کو لیکر

---

[1] المامون مولفہ مولوی شبلی نعمانی شمس العلما۔ ۱۲ [2] یہ مناظرہ کتاب العقد الفرید سے بطور حاصل ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے۔

دربار مین حاضر ہون جو امیر المومنین کی تقریر سمجھین اور اوسکا سنجیدہ جواب دین لہذا ایسے فقہاء کو تجویز کرو کہ جو خلیفہ سے گفتگو کی قابلیت رکھتے ہون (اسحٰق کہتے ہین کہ) مین نے چند علما کے نام لیے اور چند کو خود قاضی یحیٰی نے گنایا۔ چالیس کی تعداد پوری ہوگئی تو سب کے نام لکھ لیے گئے۔ جو حاضر تھے اون سے کہدیا گیا اور جو موجود نہ تھے اون سے کہلا بھیجا گیا کہ کل صبح حاضر ہون۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصباح ہم لوگ قاضی یحیٰی کے مکان پر گئے۔

وہ لباس درباری پہنے ہوئے ہمارے منتظر تھے۔ ہم سب اونکے ساتھ سوار ہوکر در دولت پر پہونچے بادشاہی خادم نے ہمین دیکھتے ہی قاضی یحیٰی سے کہا کہ امیر المومنین آپ کے منتظر ہین۔ ہم لوگ یحیٰی بن اکثم کے کہنے سے نماز صبح پڑھنے لگے اور ہنوز نماز ہی مین تھے کہ ایلچی نے آکر کہا کہ خلیفہ نے آپ لوگون کو یاد کیا ہے ہم سب اندر گئے۔ دیکھا کہ امیر المومنین اپنا لباس سیاہ پہنے ہوئے مسند پر بیٹھے ہین۔ ہم سب نے سامنے جاکر مودبانہ سلام کیا اور خلیفہ کے حکم سے اپنی اپنی جگہہ بیٹھ گئے۔ مجلس منعقد ہوگئی تو امیر المومنین مامون مسند سے اوتر کر علٰحدہ بیٹھ گیا۔ اپنے عمامے اور طیلسان کو اوتار کر رکھ دیا۔ ٹوپی سر پر رکھ لی اور ہم سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے درباری لباس اسلیے اوتار ڈالا کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔

سب علما نے بپاس ادب درباری لباس کے اوتارنے مین تامل کیا لیکن جب قاضی یحیٰی نے کہا کہ امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے تو ہم سب نے ایک گوشے مین جاکر لباس

درباری اوتار ڈالا اور معمولی کپڑے پہنے ہوئے پھر آکر بیٹھ گئے -

مامون رشید نے کہا - اے گروہ علما، تم کو مین نے مناظرے کی غرض سے بلایا ہے اگر تم مین سے کسی کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو (ایک طرف اشارہ کرکے) وہان ہو آئے کیونکہ بغیر اطمینان خاطر انسان کسی کام سے پورا منتفع نہین ہوتا اور تشویش طبع کی وجہ سے خود اپنے قول کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتا - یہ سنکر سب نے دعائین دین اور کہا کہ ہم حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر آئے ہین -

خلیفہ نے ایک مسئلہ فقہ کا پیش کیا اور قاضی یحییٰ سے کہا کہ اس باب مین پہلے تم تقریر کرو پھر اور علما، جوابدین - قاضی صاحب نے اوس مسئلے مین گفتگو کی اور اونکے بعد سلسلہ وار ہر شخص نے اوس مسئلے کی علت اور علة العلة مین تقریرین کین - خلیفہ خاموش سر جھکائے ہوئے سنا کیا جب سب کہہ چکے تو قاضی یحییٰ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمنے جواب تو ٹھیک دیا مگر جو علت بیان کی وہ درست نہین ہے اِسیطرح سے نمبروار ہر ایک عالم کے بیان پر اپنی رائے ظاہر کی - کسی کی تقریر مین غلطی نکالی کسی کے جواب کی تحسین فرمائی -

جب اس بحث کا سلسلہ ختم ہوا تو ارشاد کیا کہ تم لوگ اس مسئلے کی غرض سے (جو ابھی پیش تھا) نہین بلائے گئے - بلکہ بُلانیکا مقصود ہی اور ہے - وہ یہ کہ بالفعل جو میرا مذہب ہے (اور اوسکے مطابق خدائے واحد کی عبادت کرتا ہون) اوسمین تمسے مناظرہ کرتا ہون - سب نے عرض کی کہ "توفیق الٰہی امیر المومنین کی رفیق رہے" جو ارشاد ہو ہم حاضر ہین - مامون نے کہا کہ مین جس مذہب پر خدائے واحد کی پرستش کرتا ہون وہ یہ ہے کہ بعد

پیغمبر خدا صلعم کے علی بن ابی طالب سب سے افضل اور جانشینی (یعنی خلافت نبوی) کے لیے سب سے اولیٰ ہین۔

(اسحٰق کہتے ہین کہ) مین نے کہا اے امیرالمومنین ہم مین بعض ایسے بھی ہین جو اس اعتقاد کے دلائل سے ناواقف ہین۔

مامون۔ اچھا تمہین اختیار رہے۔ چاہو مجھ سے خود سوال کرو۔ خواہ مجھے سوال کرنے کی اجازت دو۔

اسحٰق۔ (غنیمت سمجھکر) نہین مین سوال کرون اور حضور جواب دین۔

مامون۔ بہتر ہے۔

اسحٰق۔ امیرالمومنین نے کس دلیل سے فرمایا کہ علیؑ بعد رسولؐ اللہ کے افضل الناس ہین اور خلافت رسولؐ کے لیے سب صحابہ سے احق ہین۔

مامون۔ کس اعتبار سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلان شخص فلان سے افضل ہے۔

اسحٰق۔ اعمال صالحہ کے اعتبار سے۔

مامون۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ ایک شخص نے تو رسولؐ خدا کے عہد مین رتبہ حاصل کیا اور زمانہ رسولؐ کے بعد مفضولین مین سے دوسرے شخص نے اپنے عمل کو اوس پہلے شخص سے بڑھایا تو کیا یہ دوسرا شخص پہلے سے افضل ہوگا۔

"اسحٰق" کہتے ہین کہ سُنکر مین نے سر جھکا لیا۔

مامون - اسحق ! اگر تمنے یہ تسلیم کر لیا تو اس زمانے ہین تم ایسا شخص پا سکتے ہو جو باعتبار - نماز - روزہ - حج - جہاد - اور صدقات کے اون سے افضل ہو -

اسحق - اے امیر المومنین بیشک اوس شخص سے کوئی افضل نہین ہو سکتا جسکی تفضیل عہد رسول صلی اللہ مین ثابت ہو -

مامون - اچھا اب تم اون اخبار و آثار پر نظر کرو جو "علی کے فضائل ہین" تمہارے اون اصحاب اور پیشوایان طریق نے روایت کیے ہین جن سی تمنے اپنا دین اخذ کیا ہے - اور پھر اون فضائل پر ابو بکر کے فضائل کو قیاس کرو - اگر تمہین معلوم ہو ابو بکر کے فضائل مثل فضائل علی ہین تو تم کہو کہ ابو بکر علی سے افضل ہین - لیکن بخدا ایسا نہین ہے - بلکہ مین کہتا ہون کہ تم ابو بکر اور عمر دونون کے فضائل کو ایک علی کے فضائل سے مقابل کرو - اگر اون دونون کے فضائل بلکہ بھی فضائل علی کی برابر ہون تو تم خوشی سے کہو کہ شیخین علی سے افضل ہین - مگر خدا کی قسم ایسا نہین ہے - بلکہ مین کہتا ہون کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان کے فضائل کو مجموعی حیثیت سے تنہا علی کے فضائل پر قیاس کرو و اگر تینون صاحبون کے فضائل بلکہ فقط علی کی فضائل کی مثل ہون تو ضرور تم خلفائے ثلثہ کو علی سے افضل کہو - لیکن واللہ کہ ایسا نہین ہے - بلکہ تمکو یہانتک اختیار دیتا ہون کہ اپنے کل حضرات عشرہ مبشرہ کے فضائل کو اکٹھا کر کے ایک علی کے فضائل سے موازنہ کرو و اگر اون سب کے مجموعی فضائل کو اکیلے علی کے فضائل کی مانند پاؤ تو شوق سے کہو کہ وہ سب لوگ علی سے افضل ہین -

اے اسحق - جبکہ وہ جناب رسولخدا مبعوث برسالت ہوئے تو نسا عمل افضل اعمال تھا ؟

اسحٰق - اخلاص کے ساتھ ایمان لانا اور اسلام قبول کرنا -

مامون - تو سبقت اسلام افضل اعمال ہے یا نہین "لو پڑھو" قرآن مجید مین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے - والسابقون السابقون اولئک المقربون - اور بیشک اس آیت مین سبقت الی الاسلام ہی مراد ہے - پس تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جسنے علی سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اور جو علی سے پیشتر ایمان لایا ہو -

اسحٰق - اے امیر المومنین چونکہ علی نہایت ہی کم سنی مین ایمان لائے - اسوجہ سے اون پر سبقت کا اطلاق نہین ہو سکتا - مگر ابو بکر ایمان لانیکی حالت مین کامل العمر تھے اسلیے اونکی نسبت سبقت کا حکم لگایا جا سکتا ہے -

مامون - پہلے یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے کون ایمان لایا - پھر حداثت سن اور کمال عمر کی بحث کی جائیگی -

اسحٰق - علی ابو بکر سے پیشتر ضرور ایمان لائے مگر تھے تو صغیر السن -

مامون - اچھا تو علی کا ایمان لانا دو حالتون سے خالی نہ ہوگا - یا رسول اللہ ؐ نے او نہین دعوت اسلام کی ہوگی یا وہ خود از روئے الہام ایمان لائے ہون گے -

اسحٰق - نے یہ تقریر سنکر سر جھکا لیا -

مامون - اسحق ! تم یہ ہرگز نہ کہنا کہ علی کا ایمان لانا الہامی تھا نہین تو علی کو رسول اللہ پر تقدیم ہو گی

اسحٰق - بیشک مین ایسا نہین کہہ سکتا بلکہ واقعی رسول اللہ ؐ نے علی کو اسلام کیطرف بلایا -

مامون - تو اچھا اب یہ بتاؤ کہ رسولؐ مقبول نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کیطرف بلایا تھا یا بلا حکم خدا محض اپنی ذاتی رائے سے -

اسحٰق - کہتے ہین کہ اِسپر مین نے تامل کیا -

مامون - دیکھنا اسحٰق کہین اس تکلف کو رسولؐ خدا کیطرف نہ منسوب کرنا کیونکہ حق تعالیٰ نے آنحضرت سے فرمایا ہے کہ اے محمد (صلعم) تم کہو کہ مین متکلف نہین ہون یعنی اوس چیز کا حکم نہین کرتا جو عبث اور زائد از حاجت ہو -

اسحٰق - بیشک یہی بات ہے کہ رسولؐ اللہ نے خدا کے حکم سے علی کو دعوتِ اِسلام کی -

مامون - تو کیا خداوند عالم کی یہ صفت قرار دیجا سکتی ہے کہ قبول اسلام سے بھی جس شخص پر اِسلام کا حکم نہ قایم ہو سکے اوسکی دعوت کا حکم اپنے رسول کو دے -

اسحٰق - "اعوذ باللہ" بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے -

مامون - اب ذرا تم اپنے ان اقوال پر نظر کرو کہ علی کم سنی مین ایمان لائے (جبکہ اونپر حکم اسلام قائم نہ ہو سکتا تھا) اور خدا نے رسولؐ مقبول کو ایسے بچون کی دعوت کا حکم دیا جو احکام شریعت کی تعمیل سے معذور ہون ایک گھڑی تو ایمان لائین اور دوسری ساعت اوس سے پھر جائین - نہ اون کے ارتداد کا اون سے مواخذہ ہو سکے اور نہ حکم رسولؐ اون پر ناطق ہو - اے اسحٰق! کیا تمہارے نزدیک اِن امور کو پیغمبر خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہے -

اسحٰق - (اعوذ باللہ) ہرگز نہین!! -

مامون - پس سمجھنا چاہیے کہ اس فضیلت کی ساتھ علی کو مخصوص کرنیکا یہی مقصود ہے تاکہ لوگ اونکی افضلیت سے آگاہ ہون - کیونکہ سب سے جداگانہ علی کو یہہ منزلت عطا ہوئی -

دیکھو اگر پیغمبر خدا کو یہ حکم بھی دیا گیا ہوتا کہ بچون کو دعوتِ اسلام کرین تو بیشک آنحضرتؐ علی کی طرح اور بچون کو بھی اسلام کیطرف بُلاتے -

اسحٰق - یہ ارشاد حضور کا صحیح ہے -

مامون - تمہین اس مضمون کی کوئی روایت پہونچی ہو تو بیان کرو کہ رسول اللہؐ نے اپنے خاندان کے کسی کم عمر لڑکے کو دعوتِ اسلام کی ہے - تاکہ تمہارے اِس کہنے کی گنجایش بھی نہ رہے کہ برادر عم زاد ہونے کی وجہ سے کم سنی مین اونہین قبول اِسلام کی تکلیف دی گئی -

اسحٰق - مجھے علم نہین کہ ایسا ہوا ہو -

مامون - کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس بات کا تمہین علم نہین اوسکا مین تم سے سوال کرون -

اسحٰق - نہین -

مامون - تو اچھا اِس تقریر کو یہین چھوڑو - اور یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کی بعد کونسا عمل افضل اعمال ہے -

اسحٰق - جہاد فی سبیل اللہ -

مامون - سچ ہے - پس یہ بتاؤ کہ رسولؐ کے اصحاب مین سے جہاد کے متعلق کسی کے لیے

ایسے آثار ہین جیسے علی کے لیے ہین۔

اسحٰق ۔کِسوقت مین اور کِس جنگ مین۔

مامون ۔جسوقت اور جس جنگ مین دیکھو۔

اسحٰق ۔ اچھا جنگ بدر کو لیجیے۔

مامون ۔ بہت خوب۔ تو کیا جنگ بدر مین علیؑ کے سوا کسی دوسرے کے کارنمایان بھی باقی ہو خیر یہ بتاؤ کہ بدر مین کتنے مشرک قتل ہوئے۔

اسحٰق ۔ کچھ اوپر ساٹھ۔

مامون ۔ تمہین معلوم ہے کہ اِن مین سے علی نے کتنے مشرک قتل کیے۔

اسحٰق ۔ مجھے یہ معلوم نہین۔

مامون ۔ ۲۳ یا ۲۲ کو تنہا علی نے قتل کیا باقی چالیس کو تمام لشکر نے۔

اسحٰق ۔ اور ابوبکر بھی رسولؐ اللہ کے ساتھ عریش مین تھے۔

مامون ۔ عریش مین بیٹھے ابوبکر کیا کرتے تھے۔

اسحٰق ۔ تدبیر جنگ مین مشغول تھے۔

مامون ۔ خوب۔ تو کیا تنہا بذاتِ خاص وہی تدبیر جنگ مین مصروف تھے۔ یا رسولؐ اللہ کے ساتھ شریک تھے۔ یا رسولؐ اللہ اونکی رائے کے محتاج تھے؟ اِن تین صورتون مین سے کِس صورت کو پسند کرتے ہو۔

اسحٰق ۔ "اعوذ باللہ" بھلا کوئی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ بغیر رسولؐ کے خود ابوبکر مُدبّر

قرار دیے جائین یا آنحضرت کے شریک سمجھے جائین - یا آنحضرت کو اونکی رائے کا محتاج خیال کیا جائے -

مامون - پھر جب ایسی صورت ہو تو عریش مین بیٹھے رہنے سے کیا فضیلت حاصل ہوسکتی ہے کیا جو شخص پیغمبر خدا کے روبرو دین خدا کی نصرت مین جہاد کرے اوس شخص سے افضل نہین ہے جو بیٹھا رہے -

اسحٰق - اے امیرالمومنین سارا لشکر اسلام مجاہد تھا -

مامون - یہ سچ ہے لیکن جو شخص رسول اللہ کی حمایت و نصرت مین تلوار لیکر مشرکین پر ٹوٹ پڑا ہو وہ بہر صورت اوس سے افضل ہوگا جو بیٹھا رہا تم نے قرآن مین نہین پڑہا -

"لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم و انفسھم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنی وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجرا عظیما"-

اسحٰق - ابوبکر اور عمر بھی تو مجاہدین مین سے تھے -

مامون - آیا ابوبکر اور عمر کو ایسے شخص پر تفضیل ہے جو اوس جنگ مین حاضر ہی نہ تھا -

اسحٰق - ہان ضرور ہے -

مامون - تو بس "جسنے معرکہ جنگ مین جان لڑادی اور دل توڑ کر کارنمایان کیے اوسکو ابوبکر اور عمر پر ضرور فضیلت ہوگی -

اسحٰق - بیشک اسے مین قبول کرتا ہون -

مامون - تم تو قرآن پڑھا کرتے ہی ہوگے -

اسحٰق - ہان پڑھتا ہون -

مامون - اچھا سورۂ ھل اتٰی - تو پڑھو -

اسحٰق کہتے ہین کہ مین نے سورۂ ہل اتٰی - پڑھنا شروع کیا جب اِن آیتون تک پہونچا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا - مامون رشید نے کہا کہ ٹھہرو اور بتاؤ کہ یہ آیتین کس کی شان مین نازل ہوئی ہین -

اسحٰق - علی کی شان مین -

مامون - تم جانتے ہو کہ جب علی نے مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا تو کہا کہ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا - (یعنی تمکو خالصًا لوجہ اللہ کھانا کھلاتا ہون مجھے تم سے نہ عوض درکار ہے نہ شکر گزاری) پس اے اسحٰق خداوند عالم نے (قرآن مین) علی کیطرح کسی اور کو بھی ان صفات سے موصوف کیا ہے -

اسحٰق - نہین -

مامون - بیشک - "(لان اللہ عرف سیرتہ)"

اے اسحٰق تم اس بات کے مقر ہو کہ عشرہ مبشرہ اہل جنت ہین -

اسحٰق - بلاشبہ مین مقر ہون -

مامون - اگر کوئی کہے کہ بخدا مین نہین جانتا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح - اور پیغمبر خدا

نے دس صحابیون کو جنت کی بشارت دی ہے یا نہین یا اونکے حق مین ایسا فرمایا ہے
یا نہین تو کیا ایسا کہنے والا تمہارے نزدیک کافر ہوگا۔

اسحٰق۔ ہرگز نہین۔

مامون۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ مین نہین جانتا سورۂ ہل اتی قرآن مین (منزل من اللہ)
ہے یا نہین۔

اسحٰق۔ ایسا کہنے والا کافر ہے۔

مامون۔ اب اِن دونون حیثیتون کے فضائل و اوصاف مین جو فرق ہے اوسپر غور کرو
اے اسحٰق تم حدیثین بھی روایت کرتے ہو۔

اسحٰق۔ جی ہان۔

مامون۔ حدیث طیر کو جانتے ہو۔

اسحٰق۔ ہان جانتا ہون۔

مامون۔ اچھا بیان کرو۔

اسحٰق کہتے ہین کہ مین نے حدیث طیر پڑہی تو مامون رشید نے کہا کہ اے اسحٰق ابتک
مجھے گمان تھا کہ تمہین حق سے عناد نہین مگر اب ظاہر ہوا کہ تمہین عناد ہے۔ بھلا تم
یقین کرتے ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اسحٰق۔ بیشک صحیح ہے اور ایسے لوگون نے اِسے روایت کیا ہی جنکا رد ممکن نہین ہے۔

مامون۔ جو یقین کرتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور پھر یہ زعم رکھتا ہے کہ کوئی شخص

علی سے افضل ہے تو تین حالتون سے خالی نہین ہے۔

(۱) یہ کہ رسول اللہ کی دعا اوسکے نزدیک مردود اور غیر مقبول ہی (معاذ اللہ)

(۲) یا یہ کہ آنحضرت شخص افضل کو معلوم کر کے مفضول کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔

(۳) یا یہ کہ خداوند عالم ہی نے فاضل اور مفضول کو نہین پہچانا۔

اب تم بتاؤ کہ اِن تینون حالتون مین سے تم کِسکو صحیح سمجھتے ہو۔

اسحٰق۔ کہتے ہین کہ یہ سنکر مین سرنگون ہو گیا۔

مامون۔ اسحٰق اگر اِن تینون حالتون مین تم کسی ایک کو بھی پسند کرو گے تو اِسکی ضرورت ہو گی کہ تم سے توبہ کرائی جائے۔ لیکن ہان اگر اِن حالتون سے قطع نظر کر کے تم حدیث موصوف کی کوئی معقول تاویل جانتے ہو تو بیان کرو۔

اسحٰق۔ مین تاویل نہین جانتا۔ مگر یہ ضرور سمجھتا ہون کہ ابو بکر بھی صاحب فضل ہین۔

مامون۔ ہان ہان اگر وہ صاحبِ فضل نہ ہوتے تو یہ کیونکر کہا جاتا کہ علی اون سے افضل ہین لیکن ذرا ابو بکر کے اوس فضل کو تو بیان کرو جو اِسوقت تمہارے ذہن مین آیا ہے۔

اسحٰق۔ سنیے! اللہ تعالی فرماتا ہے۔ "ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا" دیکھیے اِس آیت مین خدا نے ابو بکر کو صاحبِ رسول کہا۔

مامون۔ مین تمہین مشکل اور دشواری مین ڈالنا پسند نہین کرتا۔ سنو! خداوند عالم

نے ایک کافر کو ایسے ایک شخص کا صاحب فرمایا ہے (جو خدا سے راضی تھا اور خدا اوس سے راضی) چنانچہ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے۔ فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا لکنا ھو اللہ ربی ولا اشرک بربی احدا۔

اسحٰق "وہ صاحب" کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے۔

مامون۔ بس جب خدا نے ایک کافر کو اپنے ایک نیک اور مقبول بندہ کا صاحب کہا تو بطور اولیٰ جائز ہے کہ ایک مومن کو اپنے نبی کا صاحب کہے۔ لیکن اِس سے یہ بات کب لازم ہوتی ہے کہ وہ مومن کل مومنین سے افضل ہو۔ یا رسول اللہ کا ثانی وثالث قرار پائے۔

اسحٰق۔ مگر اے امیر المومنین یہ آیت بڑی عظیم القدر ہے۔ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (یعنی) دو مین کا دوسرا (جبکہ دونون غار مین تھے) اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ نہ حزن کر ہماری ساتھ اللہ ہے۔

مامون۔ اسحٰق! اب تم نے مجھے مجبور کر دیا کہ تمہین انتہا کو پہونچا دون۔ اچھا بتاؤ ابو بکر کا حزن خوشنودی خدا سے تھا یا غیر خوشنودی خدا سے۔

اسحٰق۔ ابو بکر کا حزن خوشنودی خدا سے تھا۔

مامون۔ تو کیا خدائے پاک کی یہ شان ہے کہ ہم پر ایسے نبی کو مبعوث کرے

جو رضائے خدا و اطاعت خدا سے مانع ہو اور کہے لاتحزن (یعنی نہ محزون ہو)

اسحٰق ۔ اعوذ باللہ ۔

مامون ۔ اسحٰق ! چونکہ تم کثرت سے استعاذہ کرتے ہو لہذا مین تمہارے ساتھ تلطف اور رفق کا برتاؤ کر رہا ہون کہ شاید تم باطل کو چھوڑ دو اور حق تعالیٰ تمہین حق کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے خیر اب یہ بیان کرو کہ " فانزل اللہ سکینتہ علیہ " (پس نازل فرمایا اللہ نے اوسپر اپنا سکینہ) تو کس پر اللہ نے اپنا سکینہ نازل فرمایا رسول اللہؐ پر یا ابوبکر پر ۔

اسحٰق ۔ نہین رسول اللہؐ پر ۔

مامون ۔ تم نے ٹھیک کہا ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے حنین کے واقعہ کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ " ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین ۔ (یعنی خدا نے اپنے رسول اور مومنین پر سکینہ نازل فرمایا) پس تم جانتے ہو کہ اس مقام مین خدا نے کن کو اہل ایمان فرمایا ہے ۔

اسحٰق ۔ مجھے معلوم نہین ۔

مامون ۔ سنو ۔ جنگ حنین کے معرکے مین سارے مسلمان پیغمبر خدا کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے فقط سات آدمی بنی ہاشم مین سے ثابت قدم رہے ۔ جن مین علی تو رسول کے روبرو جان نثاری مین مصروف تھے اور مشرکین سے سرگرمی کے ساتھ تیغ بکف لڑ رہے تھے اور عباس بن عبد المطلب مرکب نبوی کی لگام پکڑے ہوئے تھے ۔ باقی اور پانچ

شخص حفاظت کے لیے رسولؐ اللہ کے گرد حلقہ کیے ہوئے کھڑے تھے حتی کہ خداوند جل شانہ نے اپنے نبی برحق کو مظفر و منصور کیا۔ چنانچہ اس آیت مین (جو مین نے ابھی پڑھی تھی) مومنین سے خصوصاً علی مراد ہین اور عموماً وہ لوگ مقصود ہین جو رسولؐ کے گرد حلقہ کیے ہوئے کھڑے رہے۔ اے اسحٰق بھلا وہ شخص افضل ہے جو رسول خدا کے حضور مین دین کی نصرت و حمایت کو مشرکین سے لڑا یا وہ جو معرکے سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور موقف جنگ ہی مین نہ رہا کہ اوسپر سکینہ الٰہی نازل ہوتا۔

اسحٰق ۔ وہی افضل ہے جو ثابت قدم رہا اور اوسپر سکینہ خدا نازل ہوا۔

مامون ۔ آیا وہ شخص افضل ہے جو رسولؐ کے ساتھ غار مین تھا یا وہ افضل ہے جو شب ہجرت مین (جبکہ دشمن خانۂ نبوی کا محاصرہ کیے ہوئے درپئے قتل رسولؐ تھے) بستر آنحضرت پر سویا اور اپنی جان عزیز کی کچھ پروا نہ کی۔ حتی کہ اوسی کے اس طریق عمل سے رسولؐ اللہ نے ارادہ ہجرت کو پورا کیا۔ مفصل یہ ہے کہ ہجرت کے وقت آنحضرت کو خدا نے حکم دیا کہ اپنے فراش خواب پر علی کو سلائین اور علی اپنی جان کو رسولؐ کا فدائی بنائین تاکہ دشمن یہ خیال کر کے کہ آنحضرت ہی سو رہے ہین تعاقب سے باز رہین۔ علی کو یہ حال معلوم ہوا تو آنحضرت کے رنج و اذیت کو تصور کر کے متاسف ہوئے اور پوچھا کہ یا حضرت یہ فرمائیے کہ اسطرح عملدرآمد کرنے سے پھر تو آپکے منزل مقصود پر مع الخیر پہونچنے مین کوئی اندیشہ باقی نہ رہیگا آنحضرت نے فرمایا کہ ہان انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہ سنکر علی نے نہایت ہی شگفتگی سے عرض کیا کہ "سمعاً و طاعةً یا رسول اللہ" اب مین وحانی خوشی

کے ساتھ آپ پر فدا ہونے کو تیار ہون - چنانچہ حسب ارشاد مصطفوی علی آنحضرت کی چادر اوڑھکر اونکے بستر مقدس پر لیٹ رہے - تھوڑے ہی عرصہ مین مشرکین نے آکر مکان کو گھیر لیا اور علی کو رسول اللہ کے فرش خواب پر لیٹا دیکھکر سمجھے کہ آنحضرت صلعم ہین - اور یہ سمجھکر اطمینان کے ساتھ آپس مین آنحضرت کے قتل کا مشورہ کرنے لگے - آخرکار سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ قریش کے ہر خاندان کا ایک ایک شخص منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر (نعوذ باللہ) آنحضرت کو شہید کرین تاکہ بنی ہاشم کو قریش کی مجموعی خاندانون سے انتقام کی جرأت نہ ہو -

علی سوئے نہ تھے اور مشرکین کی یہ باتین سنتے تھے کہ وہ اونکے قتل کی تیاریان کر رہی ہین لیکن باینہمہ علی آنحضرت کے اوس رفیق کیطرح جو غار مین تھے گھبرائے نہین پریشان نہین ہوئے اور بدستور لیٹے رہے پس حق تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کو مقرر کیا کہ علی کو شر اعدا سے محفوظ رکھین حتی کہ صبح ہو گئی جب صبحکو علی بستر سے اوٹھے اور قوم نے اونکو دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہان ہین علی نے کہا کہ مین کیا جانون کہان ہین -

اے اسحق! علی باعتبار اپنے اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ کے اپنی ابتدائے عمر سے انتہا تک اسیطرح سب سے افضل رہے اور ہمیشہ اپنے فضل مین ترقی ہی کرتے رہے -

اے اسحق! کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے ہو -

اسحق - ہان -

مامون ۔ اچھا بیان کرو۔

اسحٰق کہتے ہین کہ مین نے حدیث موصوف پڑہی تو امیر المومنین مامون نے فرمایا کہ اسحٰق کیا تمہارے نزدیک یہ حدیث اِس بات پر دلالت نہین کرتی کہ ابوبکر اور عمر پر جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابوبکر اور عمر کو علی پر حاصل نہین ہے۔

اسحٰق ۔ اِس حدیث کا باعث تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علیؑ کے درمیان واقع ہوا اور زید نے ولائے علی سے انکار کیا۔ زید کے انکار پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

مامون ۔ رسول اللہؐ نے یہ حدیث کہان ارشاد فرمائی ہے؟ کیا یہ واقعہ حجۃ الوداع سے مراجعت کے وقت کا نہین ہے۔

اسحٰق ۔ بیشک اُسی وقت کا ہے۔

مامون ۔ زید تو حجۃ الوداع سے پہلے ہی شہید ہو چکے تھے۔ اسحٰق تمنے کسطرح ایسے لغویات پسند کیے۔ اچھا بتاؤ کہ کیا تمہارے ایک پانزدہ سالہ بیٹے کو لوگون سے اس بات کے کہنے کی ضرورت ہے کہ ایہا الناس جو میرا غلام ہے وہ میرے برادر عم زاد کا بھی غلام ہے۔ یعنی جب یہ امر بدیہی اور واقعی ہے تو پھر ایسی بات کا اظہار اور اعلام محض مہمل ہوگا۔

اسحٰق ۔ بخدا ضرور مین ایسی بات کو غیر قابل اعلام اور مہمل سمجھونگا۔

مامون ۔ اے اسحٰق افسوس ہے کہ تم جس امر کا اظہار اپنے بیٹے کی جانب سے عبث اور مہمل

سمجھتے ہو اوس امر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منسوب کرتے ہو" وای
بر شما" اپنے علما اور فقہا کو اپنا پروردگار نہ بناؤ۔ خداوند عالم (گمراہان اہل کتاب کے
حق مین) فرماتا ہے کہ اختیار کیا اور بنایا اونہون نے اپنے علما اور زاہدون کو پروردگار
سوا اللہ کے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ نہ اون لوگون نے اپنی علما اور زہاد کے لیے نماز پڑہی نہ اونکا
روزہ رکھا اور نہ یہ گمان کیا کہ وہ اونکے پروردگار ہین لیکن چونکہ اونکے احکام کے بلا تحقیق
و امتیاز نیک و بد مطلقاً مطیع و مقلد ہو گئے اسلیے خداوند عالم نے ایسا ارشاد فرمایا۔
اسحق! تم حدیث "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ" بھی جانتے اور روایت کرتے ہو؟
اسحق۔ جی ہان مین نے اس حدیث کو اون سے بھی سنا ہے جو اسکے صحیح الاسناد ہونے کا حکم
لگاتے ہین اور اون سے بھی سنا ہے جو اسکی صحت کا انکار کرتے ہین۔
مامون۔ آیا تمہارے نزدیک اسکو صحیح جاننے والے ثقہ ہین یا وہ جو اسکی صحت کی منکر ہین؟
اسحق۔ میری تحقیق مین جو ثقہ بلکہ اثقہ ہین اونہین کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
مامون۔ کیا یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ نے اس حدیث مین خوش طبعی یا مزاح کو دخل دیا
ہو۔ یا وہ بات فرمائی ہو جو محض بے معنی ہو۔
اسحق۔ "اعوذ باللہ" یہ دونون باتین غیر ممکن ہین۔
مامون۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو گے کہ ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے اور علیؑ پیغمبر خدا
کے حقیقی بھائی نہ تھے بلکہ عم زاد بھائی تھے معہذا ہارون نبی تھے اور علی نبی نہ تھے۔
اسحق۔ بیشک یہ ضرور ہے۔

مامون - تو جب علی نہ رسول اللہ کے حقیقی بھائی تھے نہ خود نبی تھے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوئے کہ اے علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے -

اسحق - چونکہ منافقین طعن کرتے تھے کہ رسول اللہ کو علیؑ کا تبوک مین ساتھ لیجانا منظور نہین ہے اسی وجہ سے مدینے مین چھوڑے جاتے ہین لہذا آنحضرت نے محض علی کا دل خوش کرنے کو یہ فرما دیا کہ تم میرے لیے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے -

مامون - تو کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت نے ایک بے معنی اور لایعنی قول سے علی کا دل خوش کرنا چاہا -

اسحق - کہتے ہین کہ یہ سُنکر مین نے سر جھکا لیا -

مامون - اسحق ! اس حدیث کے معنی خود قرآن ہی سے ظاہر ہین -

اسحق - وہ کیا اے امیر المومنین -

مامون - حق تعالے حضرت موسیٰ کے قصے مین ارشاد فرماتا ہے کہ موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا - اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (یعنے) میری قوم مین میرے خلیفہ ہو کر نیابت کرتے رہنا - اون مین مصالحت قائم رکھنا - اور مفسدون کی راہ نہ چلنا -

اسحق - اے امیر المومنین جس طرح حضرت موسےٰ نے اپنی حیات مین ہارونؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے قوم مین چھوڑا تھا اور خود میقات پر گئے تھے اوسی طرح جناب رسول خدا نے علی کو خلیفہ کیا تھا اور خود غزوہ کو

تشریف لیگئے تھے۔

مامون ۔ ایسا نہین ہے ۔ بھلا بتاؤ تو کہ جب موسیٰ ہارونؑ کو خلیفہ مقرر کرکے خود میقات پر گئے تھے تو اصحاب موسیٰ یا بنی اسرائیل مین سے کوئی موسیٰ کے ساتھ تھا۔

اسحٰق ۔ کوئی ساتھ نہ تھا۔

مامون ۔ کیونکہ اونہین لوگون پر تو ہارون کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔

اسحٰق ۔ بیشک اونہین پر خلیفہ مقرر کیا تھا۔

مامون ۔ اب یہ بتاؤ کہ جب رسولؐ اللہ غزوہ تبوک کو تشریف لیگئے تو سوا عورتون اور بچون کے مدینہ مین کون رہ گیا تھا پھر یہ استخلاف مثل استخلاف ہارون کیونکر ہوا۔

اے اسحٰق ! اسنو اِسکے متعلق مین قرآن مجید سے ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہون جو اِس بات پر حجت روشن ہے کہ رسولؐ اللہ نے علی کو اپنا خلیفہ علی الاطلاق کیا تھا۔

اسحٰق ۔ وہ دلیل ارشاد ہو۔

مامون ۔ خدا کی کتاب پاک مین ہے کہ حضرت موسیٰ نے درباب خلافت ہارونؑ حق تعالیٰ سے یون دعا فرمائی تھی کہ ۔ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا ۔ انک کنت بنا بصیرا (یعنے) خداوندا میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا ۔ میری قوت کو ہارون کی وجہ سے مضبوط کرا اور اوسکو میرے کام مین شریک فرما۔

تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیری یاد مین مشغول رہین۔ بیشک تو ہمارے حالات کا دانا اور بینا ہے۔

اسحٰق! اب نظر غور سے دیکھو کہ حدیث منزلہ کے وہ معنی جو مین نے بیان کیے کسقدر صحیح اور چسپان ہین جسکے سوا درحقیقت کوئی اور معنی ہو ہی نہین سکتے۔ اور یہ ممکن نہین کہ رسول کا قول مہمل اور بے معنی ہو۔

اسحٰق کہتے ہین کہ جب مجلس کو بہت طول ہوگیا اور دن بہت گذرا تو قاضی یحییٰ بن اکثم نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین بلاشک و شبہہ نیکی طلب کرنیوالون کے لیے آپنے حق کو واضح اور ظاہر کردیا اور اثبات کے مرتبے کو ایسا کامل فرمادیا کہ فی الواقع اوسکے رد کرنے پر کوئی شخص قادر نہین ہوسکتا۔

یہ سُنکر خلیفہ مامون نے ہم سب کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم سب کیا کہتے ہو ہم لوگون نے بالاتفاق عرض کیا کہ پروردگارِ عالم امیر المومنین کو ہمیشہ عزت و اقتدار سے بہرہ ور رکھے۔ ہم سب بھی یہی کہتے ہین۔

مامون۔ واللہ اگر رسول اللہ نے یہ نفرمایا ہوتا کہ "جس بات کا لوگ اعتراف کرین اوسکو قبول کرلو" تو مین تمہارے اِس اعتراف پر اعتبار نہ کرتا۔

"خداوندا" مین نے اِن لوگون کے ساتھ حقِ نصیحت کو ادا کیا اور اپنی گردن سے یہ بار علیحدہ کردیا۔ "خداوندا" مین تیرے دین پر قائم ہون اور علی کی محبت اور اتباع کے ساتھ تیرے قرب کا جویا ہون۔ (انتہی)۔

اب مین تمثیلاً بعض اون احکام اور خیالات کا بھی ذکر کرتا ہون کہ جو تشیع کے ہیجان مین مامون کے مذہبی پیشگاہ سے صادر و ظاہر ہوئے۔

(۱) مامون[1] نے خلق قرآن کا عقیدہ ظاہر کیا یعنی قرآن قدیم نہین بلکہ مخلوق ہی۔

(۲) مامون[2] نے عقیدہ عدل و توحید مین لوگون کا امتحان لیا۔ اور قرآن[3] کو غیر مخلوق کہنے والون کی نسبت سزا اور قتل کا حکم دیا۔

(۳) مامون[4] نے منادی کے ساتھ حکم جاری کیا کہ معاویہ کو خیر کے ساتھ کوئی نہ یاد کرے ورنہ ہین اوسکے ذمہ سے بری ہون۔ اور جو شخص[5] معاویہ کو اچھا کہے گا اوسکا خون اور مال مباح کر دیا جائیگا۔

(۴) مامون[6] نے منادی کے ساتھ اِس عقیدے کو شایع کیا کہ رسول اللہ کے بعد علی بن ابیطالب تمام خلق خدا سے افضل ہین۔

(۵) مامون[7] نے ارض فدک مع جمیع حدود و حقوق کے بنی فاطمہؑ کو واپس

---

[1] تاریخ الخمیس دیاربکری حیوۃ الحیوان دمیری شافعی تاریخ الخلفاء سیوطی۔ تاریخ تتمۃ المختصر ابن الوردی روضۃ المناظر ابن شحنہ۔ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری۔

[2] تاریخ ابن واضح عباسی۔ [3] مختصر اخبار الخلفاء ابن الساعی بغدادی۔ [4] تاریخ الخلفاء سیوطی۔ روضۃ المناظر ابن شحنہ۔ دول الاسلام ذہبی۔ [5] تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ [6] تاریخ الخلفاء سیوطی۔ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ دول الاسلام ذہبی۔ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری۔ ۱۲۔ [7] تاریخ ابن واضح یعقوبی کاتب عباسی۔ فتوح البلدان یحیٰی بن جابر بلاذری۔ ۱۲۔

دیدیا اور عامل مدینہ کو اِس بارہ مین فرمان بھیجا۔

(۶) ماموں[۱] نے منادی کے ساتھ حکم عام دیدیا کہ متعۃ النکاح حلال و مباح ہے چنانچہ ایکدن سرِ دربار حضرت عمر کا یہ قول پڑہنے لگا کہ "رسول اللہ[۲] اور ابوبکر کے عہد مین دو متعہ حلال تھے (متعۃ الحج و متعۃ النکاح) مین دونون کی ممانعت کا حکم دیتا ہون" اور جب یہ قول پڑھ چکا تو نہایت ہی غیظ آلود لہجے مین "حضرت عمر کیطرف غائبانہ خطاب کر کے کہا و تھا کہ من[۳] انت یا احول حتی تنھی عما فعلہ النبی صلعم۔ جسکا مہذب مفہوم (بقول شمس العلما شبلی کے) یہ ہوا کہ۔ جو چیز رسول اللہ (صلعم) کے عہد مین جائز تھی تو کون ہے کہ اوسکو حرام کرے۔

(۸) مامون کے بعض اشعار۔

لا تقبل[۴] التوبۃ من تائب — الا بحب ابن ابی طالب

بغیر محبت علی بن ابی طالب کے کسی تائب کی توبہ قبول نہین ہوتی۔

اخو رسول اللہ حلف الھدیٰ — والاخ فوق الخل و الصاحب

علی رسول اللہ کی بھائی اور ہدایت کے ساتھ ہم عہد ہین۔ اور بھائی کا مرتبہ یار و مصاحب کے مرتبے سے زیادہ ہے

ان جمعا فی الفضل یوماً فقد — فاق اخوہ رغبۃ الراغب

---

[۱] محاضرۃ الابرار شیخ الاکبر ابن عربی۔ [۲] محاضرۃ الابرار ابن عربی۔ [۳] المامون مولفہ مولوی شبلی نعمانی شمس العلماء۔ [۴] تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ ۱۲

فقدم الھادی فی فضلہ　　　تسلم من اللائم والعاتب

اگر بھائی اور مصاحب فضل مین جمع ہون "تو موافق رغبت راغب کے بھائی مصاحب پر فائق ہوگا

پس تو ہادی کو فضل مین مقدم کرتا کہ عاتب اور لائم کی عتاب اور ملامت سے سلامت رہے

ان مال ذو النصب الی جانب　　　ملتُ مع الشیعی فی جانب

اگر کسی ناصبی نے ایک جانب میلان کیا تو مین بھی شیعی کی ساتھ ایک جانب مائل ہوگیا

اکون فی ال نبی الھدی　　　خیر نبیٍ من بنی غالب

مین اوسی نبی ہادی کے زمرۂ آل مین شریک ہونگا جو بہترین انبیاہی (نبی غالب سے)

حبھم فرض نودی بہ　　　کمثل حج لازم واجب

آل رسول کی محبت فرض ہے جسکی فرضیت مثلِ حجِ واجب و لازم کی پکار دی گئی ہے

الغرض ان تمام حالات اور واقعات سے مامون کا شیعہ پن اظہر من الشمس ہے لیکن ہم کو اوس سے اور اوسکے افعال وخیالات سے کچھہ بحث نہین کیونکہ نہ وہ ہمارا مذہبی لیڈر تھا نہ اوسکا کوئی فعل اور خیال ہمارے کسی مذہبی یا اخلاقی طرز عمل کیلیے حجت ہوسکتا ہے۔ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیھا البتہ اِس باب مین جو امر حد سے زیادہ ہمارے غور ولحاظ کے قابل ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ امام رضا کا ولیعہد ہونا بھی خاصتہً مامون کے تشیع کا نتیجہ تسلیم کیا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ۔

مامون[1] تشیع کے ساتھ معروف و مشہور تھا اور اسی شیعیت کی وجہ سے اوس نے (اپنے بھائی موتمن کو ولیعہدی سے معزول کر کے) علی رضا کو ولیعہد خلافت قرار دیا۔

اور پھر علامہ موصوف کتاب مذکور مین فرماتے ہین کہ۔

سنہ[2] ۲۰۱ ہجری مین، مامون نے اپنے بھائی موتمن کو ولیعہدی سے معزول کر کے علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق کو ولیعہد خلافت بنایا۔ اور اس فعل پر مامون کو اوسکے افراط شیعیت نے برانگیختہ کیا تھا۔

پس جب معلوم ہوا کہ "مامون نے اپنی شیعیت کی تحریک سے حضرت رضا کو ولیعہد خلافت قرار دیا اور اونکے انتخاب پر مامون کو افراط تشیع نے برانگیختہ کیا" تو کیون نہ خیال کیا جائے کہ خود امام رضاؑ مذہب شیعہ کے پیشوا تھے۔ اور کیون نہ اِس خیال کی تائید مین وہ شواہد عادلہ وارد کیے جائین جو اہل تحقیق کے حضور مین پیش ہونیکی قابلیت رکھتے ہین۔

ازانجملہ ایک[3] شاہد عادل تو یہی تھا جسکو تاریخ الخلفاء سیوطی سے ہم نقل کر چکے۔ یعنی

---

[1] کان معروفا بالتشیع وقد حملہ ذلك علی خلع اخیہ الموتمن والعہد بالخلافۃ الی علی الرضاؑ (تاریخ الخلفاء) [2] وفی سنۃ احدی ومائتین خلع اخاہ الموتمن من العہد وجعل ولی العہد من بعدہ علی الرضاؑ بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادقؑ وحملہ علی ذالك افراطہ فی التشیع (تاریخ الخلفاء)۔

مامون کے مذاقِ تشیع نے علی الرضا کو ولایت عہد کے لیے منتخب کیا۔" ورنہ غالباً مذاق تسنن اِسکا مقتضی نہ ہوتا۔"

(دوسرا) شاہد عادل یہ ہے کہ مامون سے قطع نظر کرکے اوس زمانے کی تمام اہل تشیع امام رضا کا غاشیہ اطاعت اپنے دوش ارادت پر رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب کوفے مین حضرت کے لیے بیعت لیجانے لگی تو وہان کے شیعون نے صاف کہدیا کہ۔

"اگر حضرت علی رضا کی خلافت مستقل مانکر بیعت لیجائے تو ہم بدل موجود ہین لیکن بیچ مین مامون کا واسطہ ہوگا تو ہم سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیے"[۱]

پس اِس سے معلوم ہوا کہ شیعون کے اعتقاد مین حضرت رضا امام مفترض الطاعۃ تھے چنانچہ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ

وهو من الاثنا عشر الذين تعتقد الرافضة عصمتهم ووجوب طاعتهم[۱۲] (یعنی) علی الرضا وہین بارہ (اماموں) مین سے ہین جنکے معصوم اور مفترض الطاعۃ ہونے کے روافض معتقد ہین۔

اور قاضی ابن خلکان نے لکھا ہے کہ۔

وهو احد الائمة الاثنا عشر على اعتقاد الامامية[۱۳] (یعنی) حسب اعتقاد امامیہ حضرت رضا ایک امام ہین ائمہ اثنا عشر مین سے۔

---

[۱] المامون مولفہ مولوی شبلی صاحب نعمانی۔ ۱۲۔ [۱۲] تاریخ دول الاسلام ذہبی۔ [۱۳] تاریخ ابن خلکان المسمیٰ بوفیات الاعیان۔ ۱۲۔

اور محدث ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ۔

والیہ[1] انتہت امامۃ الشیعۃ فی زمانہ (یعنے) حضرت رضا کے
زمانے مین مذہب شیعہ کی امامت حضرت رضا پر منتہی ہوئی۔

(تیسرا) شاہد عادل یہ ہے کہ مورخین نے اکثر ذی علم و عمل علمائے شیعہ کو حضرت کا مصاحب قرار دیا ہے چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن خالد قمی شیعی کے ذکر مین لکھا ہے کہ۔

کان[2] من اصحاب الرضا (یعنے) ابو محمد مذکور حضرت رضا کے اصحاب
مین سے تھا"

اور حسن بن محبوب السراد الشیعی کے حال مین لکھا ہے۔

ھو[3] من اصحاب مولانا الرضاؑ و محمد ابنہ (یعنے) حسن بن محبوب
حضرت رضا اور اونکے فرزند امام تقی کے اصحاب مین سے تھا۔

اور ابو علی حسن بن فضال شیعی کے ترجمہ مین ذکر کیا ہے کہ۔

کان[4] من خاصۃ اصحاب الرضا علیہ السلام (یعنے) ابو علی مذکور
حضرت رضاؑ کے خواص اصحاب مین سے تھے۔

اور ابن جمہور محمد بن حسین البصری الشیعی کے ذکر مین لکھا ہے کہ۔

یعد[5] فی خاصۃ اصحاب الرضا علیہ السلام (یعنے) ابن جمہور مذکور

---

[1] جامع الاصول من احادیث الرسول ۱۲۔ [2] کتاب الفہرست لابی الفرج محمد بن اسحٰق الوراق المعروف بابن الندیم۔ [3] کتاب الفہرست۔ [4] کتاب الفہرست۔ [5] کتاب الفہرست ۱۲۔

حضرت رضاؑ کے خواص اصحاب مین شمار کیا گیا ہے۔

اور حسن و حسین شیعی اہوازی کے حال مین لکھا ہے کہ۔

الحسن[1] والحسین ابنا سعید الاھوازیان من اصحاب الرضا اوسع اھل زمانھما علما بالفقہ والاثار والمناقب وغیر ذالک من علوم الشیعۃ وصحبا ایضا ابا جعفرؑ بن الرضاؑ (یعنی) حسن اور حسین اہوازی (جو کہ علوم حدیث و فقہ و مناقب مذہب شیعہ مین متبحر زمانہ تھے) حضرت رضا کے اصحاب مین سے تھے اور نیز ان دونون کو حضرت رضاؑ کے فرزند امام تقیؑ کا شرف صحبت بھی حاصل تھا۔

اور حضرت کے مدّاح شاعر دعبل خزاعی کی ذکر مین مورخ ابو الفدا نے لکھا ہے کہ۔

کان[2] مولدہ سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وکان یتشیع (یعنی) دعبل خزاعی کی پیدایش ۱۴۸ھ کی تھی اور دعبل متشیع تھا۔

اور ذہبی نے لکھا ہے کہ۔

دعبل[3] بن علی الخزاعی الرافضی (یعنی) "دعبل خزاعی رافضی"

(چوتھا[4]) شاہد عادل یہ ہے کہ علمائے محققین نے کھلے ہوئے الفاظ مین امام رضا کو "مجدد مذہب شیعہ" بیان کیا ہے۔ چنانچہ محدث شہیر و محقق کبیر علامہ ابو السعادات

---

[1] کتاب الفہرست ابن الندیم۔ [2] تاریخ ابو الفدا۔۱۲ [3] دول الاسلام ذہبی۔۱۲

مبارک بن الاثیر کتاب مستطاب جامع الاصول میں تحتِ حدیث ''ان اللہ سیبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا'' لکھتے ہیں کہ۔

قد تکلم العلماء فی تاویل ھذا الحدیث کلواحد فی زمانہ و اشاروا الی القائم الذی یجدد للناس دینھم علی راس مائۃ سنۃ وکان کل قائل قد مال الی مذھبہ وحمل تاویل الحدیث علیہ والاولی ان یحمل الحدیث علی العموم۔ فان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ سیبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا لا یلزم ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلا واحدا انما قد یکون اکثر منہ فان لفظۃ من تقع علی الواحد والجمع وکذلک لا یلزم منہ ان یکون اراد بالمبعوث الفقھاء خاصۃ کما ذھب الیہ بعض العلماء فان انتفاع الامۃ بالفقھاء وان کان نفعا عاما فی امور الدین فان انتفاعھم بغیرھم ایضا کثیر مثل اولی الامر واصحاب الحدیث والقراء والوعاظ واصحاب الطبقات من الزھاد فان کل قوم ینفعون بفن لا ینفع بہ الآخر اذ الاصل فی حفظ الدین حفظ قانون السیاسۃ وبث العدل والتناصف الذی بہ تحقن الدماء ویتمکن من اقامۃ قوانین الشرع وھذا وظیفۃ اولی

الامر وكذلك اصحاب الحديث ينفعون بضبط الاحاديث التي
هي ادلة الشرع والقراء ينفعون بحفظ القراأت وضبط الروايات
والزهاد ينفعون بالمواعظ والحث على لزوم التقوى والزهد
في الدنيا فكلواحد ينفع بغير ما ينفع به الاخر لكن الذي ينبغي
ان يكون المبعوث على راس المائة رجلا مشهورا معروفا مشارا
اليه في كل فن من هذه الفنون فاذا حمل تاويل الحديث
على هذا الوجه كان اولى وابعد من التهمة واشبه بالحكمة فان
اختلاف الائمة رحمة وتقريرا قوال المجتهدين متعين فاذا
ذهبنا الى تخصيص القول على احد المذاهب واولنا الحديث
عليه بقيت المذاهب الاخرى خارجة عن احتمال الحديث
لها وكان ذلك طعنا فيها فالاحسن والاجدران يكون
ذلك اشارة الى حدوث جماعة من الاكابر المشهورين على
راس كل مائة سنة يجددون للناس دينهم ويحفظون
مذاهبهم التي قد روا فيها مجتهديهم وأئمتهم ونحن
نذكر الان المذاهب المشهورة في الاسلام التي عليها
مدار المسلمين في اقطار الارض وهي مذهب الشافعي وابي
حنيفة ومالك واحمد ومذهب الامامية ومن كان

المشار الیہ من ھولاء علی راس کل مائۃ سنۃ وکذلک من
کان المشار الیہ من الطبقات (اِس مضمون کا حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ)
علما نے اپنے اپنے زمانے مین اِس حدیث کی تاویل مین کلام کیا ہے
اور آغاز صدی کے مجدد کو بتایا ہے مگر ہر عالم نے اپنے ہی مذہب کی
حد مین گفتگو کی ہے اور حدیث کی تاویل کو اوسی پر محمول فرمایا ہے
(یعنی جس مذہب کا عالم ہے اوس نے اپنے ہی مذہب کے علما مین سے کسی کو مجدد
صدی قرار دیا ہے) حالانکہ اولیٰ یہ تھا کہ مضمون حدیث عموم پر محمول
کیا جائے کیونکہ شارع علیہ السّلام کے اِس ارشاد سے کہ "اللہ جل شانہ
ہر صدی کے آغاز پر ایسے شخص کو مبعوث کرتا ہے جو امت کے لیے دین کو
از سرِ نو تازہ کرے" یہ لازم نہین آتا کہ صدی کا مجدد ایک ہی شخص ہو
بلکہ ممکن ہے کہ کبھی ایک سے زیادہ بھی ہون اسلیے کہ لفظ "مَن" کا اطلاق
واحد اور جمع دونون پر ہوتا ہے۔ وعلی ہذا یہ بھی لازم نہین آتا کہ
مجدد دین سے خاصۃً فقہا مراد ہون جیسا کہ بعض علما کا خیال ہے۔ گو امور
دین مین امت کا فقہا سے منتفع ہونا ایک عام نفع ہے لیکن فقہا کے علاوہ
اورون سے بھی امت نفع کثیر حاصل کر سکتی ہے۔ جیسے اولوالامر۔ اصحاب
حدیث۔ قراء۔ واعظ۔ اور زہاد۔ بدینوجہ کہ ہر گروہ ایسے ایک فن
سے نفع پہونچاتا ہے جس سے دوسرا گروہ فائدہ نہین پہونچاتا۔

مثلاً دین کی اصل حفاظت حفظ قانون سیاست و عدل گستری سے متعلق ہے جسکی بدولت خون ریزیان نہ واقع ہون اور قواعد شرع کے اجرا کا موقع ملے پس یہ کام اولوالامر کا ہے۔ اسی طرح اصحاب حدیث ضبطِ احادیث سے قُراء حفظ قرآت و ضبط روایات سے۔ اور زہاد نصائح زہد و تقوی سے نفع پہونچاتے ہین۔ غرضکہ ہر ایک شخص ماسوا اوس شے کے نفع پہونچاتا ہے جس شے سے دوسرا شخص فائدہ پہونچاتا ہے۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ جو شخص مجدد ہو وہ مشہور و معروف ہو اور کامل الفن خیال کیا جاتا ہو۔ پس اگر حدیث موصوف کی تاویل اِس طور پر کیجائے تو بہتر ہوگا اور ایسی تاویل نقص و اتہام سے دور اور حکمت سے مشابہ ہوگی۔ کیونکہ اختلاف آئمہ دین رحمت ہے اور تقریباً اقوال مجتہدین متعین۔ بنا برآن اگر ہم کسی ایک مذہب پر تخصیص قول کا اطلاق کرین گے اور اوسی مذہب پر حدیث کو ماوّل جانینگے تو دوسرے مذاہب "خارجۃٌ عن احتمال الحدیث لہا" باقی رہ جائین گے اور یہ امر موجبِ اعتراض ہوگا۔ لہذا یہ بات احسن اور سزاوار تر ہے کہ حدیث کا اشارہ اوس جماعتِ اکابر مشاہیر کیجانب ہو جو صدی کے آغاز پر لوگون کے لیے اونکے دین کو تازہ کرین اور

اونکے اون مذاہب کی حفاظت کرین جن مین وہ اونکے مجتہد اور
امام قرار پائے ہین۔

اب ہم اسلام کے اون مذاہب مشہورہ کو بیان کرتے ہین جنپر اطراف
عالم مین اہل اسلام کا مدار ہے یعنی مذہب شافعی ۔حنفی ۔ مالکی۔
حنبلی۔ اور مذہب امامیہ ۔ اور اون لوگون کا ذکر کرتے ہین جو ان
مذاہب و نیز طبقات مین ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہوئے ہین (انتہی)
اِس تمہید کے بعد علامہ ممدوح نے ہر صدی کے مجددین کی تفصیل فرمائی ہے ۔چنانچہ
صدی اول کا ذکر کرکے صدی دوم کے متعلق اِسطرح لکھا ہے کہ۔

واما من کان علی راس المائة الثانیة فمن اولی الامر المامون
بن الرشید ومن الفقهاء الشافعی والحسن بن زیاد
اللولوئی من اصحاب ابی حنیفة واشهب بن عبد العزیز
من اصحاب مالک واما احمد فلم یکن یومئذ مشهورا فانه مات
سنة احدی واربعین ومائتین ۔ ومن الامامیة علی
بن موسی الرضاؑ ۔ ومن القراء یعقوب الحضرمی ومن المحدثین
یحییٰ بن معین ومن الزهاد معروف الکرخی (یعنی) دوسری
صدی کے آغاز پر اولوالامر مین سے مامون رشید مجدد تھا فقہائے
شافعیہ مین سے خود محمد بن ادریس شافعی ۔حنفیہ مین سے

حسن بن زیاد لولوی - مالکیہ مین سے اشہب بن عبد العزیز مجدد

تھے - حنابلہ مین کوئی نہ تھا (کیونکہ احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

اوسوقت تک مشہور نہین ہوئے) امامیہ مین سے علی بن موسی الرضا

مجدد تھے - قراء مین سے یعقوب الحضرمی - محدثین مین سے یحیی بن

معین اور زہاد مین سے معروف کرخی مجدد وقت تھے -

اِسی طرح تیسری صدی مین محمد[1] بن یعقوب کلینی رازی (صاحب کتاب کافی) کو اور

چوتھی صدی مین سید[2] مرتضی (صاحب کتاب شافی) برادر سید رضی کو مذہب امامیہ

کا مجدد قرار دیا ہے -

اور واضح ہو کہ صاحبِ جامع الاصول کی تحقیق سے علمائے متاخرین نے بھی

استفادہ کیا ہے - چنانچہ علامہ راغب پاشا نے اپنی کتاب - سفینۃ الراغب و

دفینۃ الطالب - مین اور قونوی نے - شرح حادی صغیر قزوینی - مین نقل فرمایا ہی کہ -

ابن اثیر در شرح کتاب نبوت از جامع الاصول گفتہ - المذاہب

المشہو التی علیہا مدار المسلمین فی اقطار الارض مذہب

الشافعی وابی حنیفۃ ومالک واحمد ومذہب الامامیۃ

وتعین کرد کہ مجدد مذہب امامیہ در مائۃ ثانیہ علی بن موسی الرضا بود -

[1] (حیث قال) وابو جعفر محمد بن یعقوب الرازی من الامامیۃ - [2] (حیث قال) ومن الامامیۃ المرتضی اخو الرضی الشاعر - ۱۲

اور ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی نے اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین لکھا ہے کہ۔

ابن اثیر در شرح کتاب نبوت از جامع الاصول گفتہ کہ۔ مجدد

مذہب امامیہ بر سر مائۃ ثانیہ علیؑ بن موسی الرضا بود۔

فی الواقع ایسے امور مین غور کرنے سے استعجاب ضرور ہوتا ہے اور کیون نہ ہو کہ مخالفانہ جوش کا اثر ہی یہ ہے لیکن شواہد عدول سے عدول کرنا بھی اگر محال نہین تو ہٹ دھرمی ضرور ہے۔

صحیفہ بنوشتم ز طب روحانی ۔۔۔ برائے عارضۂ جہل نسخۂ شافی ست

برین زیادہ چہ گویم ہمین بس ست مذاق ۔۔۔ کہ بہرِ عاقلِ منصف اشارتی کافی ست

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ✢